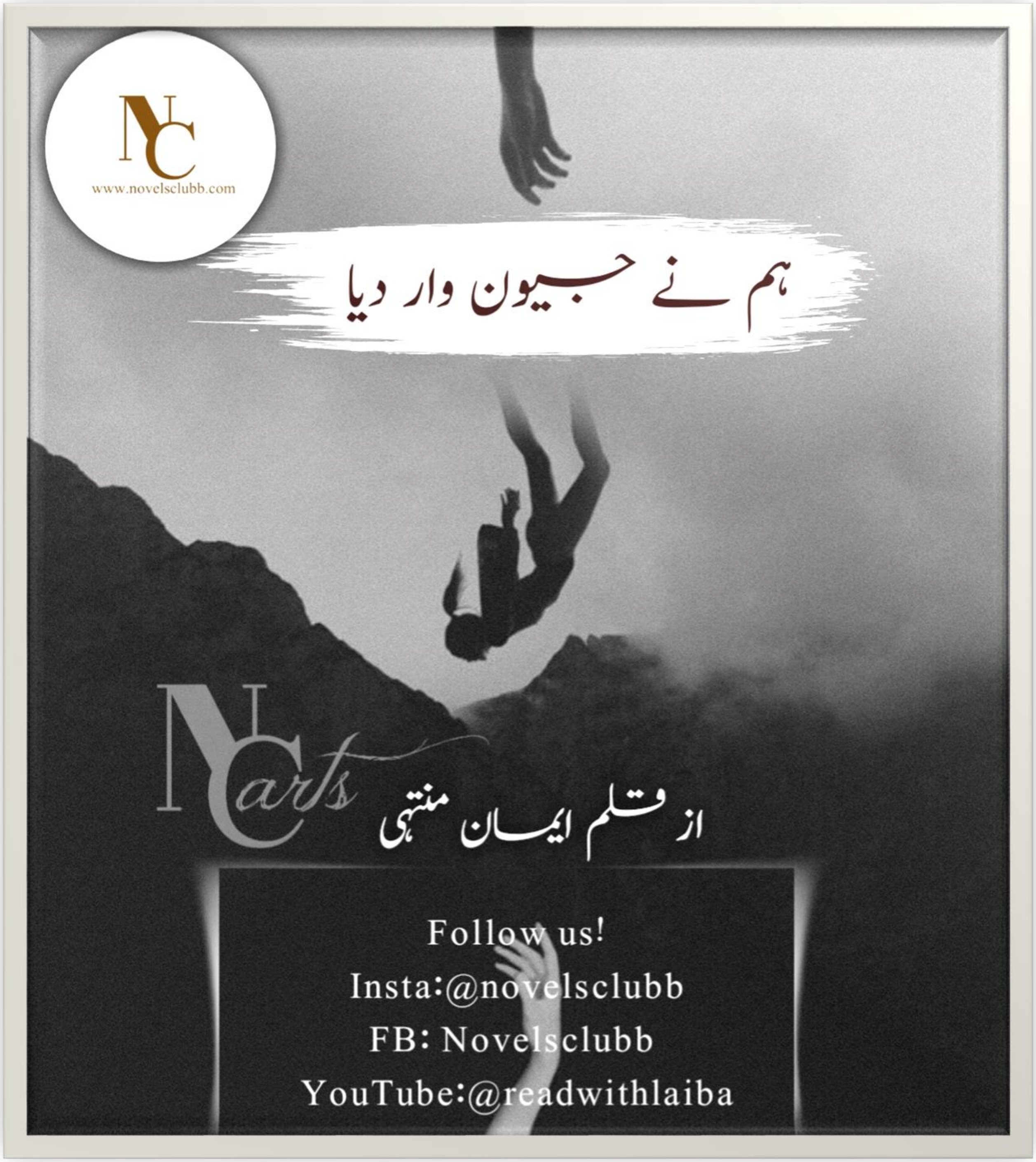
www.novelsclubb.com
ہم نے جیون وار دیا
از قلم ایمان منتہی
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ہم نے جیون وار دیا

از قلم

ایمان منتہی

www.novelsclubb.com

انتساب!

جن کی بے پناہ محبت اور ہم قدمی نے میرے خوابوں کی تکمیل کو ممکن بنادیا

جن کا حوصلہ کٹھن اندھیری راہوں میں میرے لئے راہنما بنا

جن کی بدولت میرے لئے گر کر اٹھنا آسان ہوتا گیا

والدِ محترم کے نام

www.novelsclubb.com

ڈرا نہیں سکتا ہم کو اندھیرا، ہم اماوس میں چاند رکھتے ہیں

جو بھول جائیں رستے، تو انہی رستوں پر رہبر رکھتے ہیں

پیشِ لفظ

السلام علیکم ڈئیر ریڈرز۔

’خونِ جگر ہونے تک‘ کے بعد صفحہ قرطاس پر یہ میری دوسری تحریر ہے۔

’ہم نے جیون وار دیا‘

اس کہانی کو لکھنا بہت کٹھن تھا۔میں اسے شروع کرتے ہوئے جتنی پرجوش تھی، آہستہ آہستہ احساس ہوا کہ کہانی اور اس کے کرداروں کے ساتھ انصاف کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ جتنا وقت اس کہانی نے ابھرنے میں لیا، یہ اتنی ہی میرے دل کے نزدیک ہے۔یہ کردار مجھے اتنے محبوب ہو چکے تھے کہ ان کی اذیتیں خود پر گزرتی محسوس ہوئیں۔شائد میں کبھی الفاظ میں بیان نہیں کر سکوں گی جو اہمیت یہ کردار اختیار کر چکے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ یہ میری بہترین کاوش ہے لیکن ہاں، میں نے اسے بہترین بنانے کی کوشش ضرور کی ہے۔میری کوشش کتنی کامیاب ہوئی، یہ آپ بتائیں گے۔

www.novelsclubb.com

جنہوں نے میری پہلی تحریر 'خونِ جگر ہونے تک' پڑھی ہے، وہ جانتے ہوں گے کہ اس کی کہانی ادھوری چھوڑ دی گئی تھی۔ کچھ رازوں کا کھلنا باقی تھا۔ یہ کلئیر کرنا ضروری ہے کہ میرا یہ ناول 'ہم نے جیون وار دیا' اس کا **دوسرا حصہ نہیں** ہے۔ کہانی مختلف ہے، کردار نئے ہیں۔ لیکن آنے والی کچھ اقساط میں آپ 'خونِ جگر ہونے تک' اور 'ہم نے جیون وار دیا' کا crossover پڑھیں گے، ان شاء اللہ۔ کچھ پرانے کردار اس نئی کہانی میں نظر آئیں گے۔ لیکن تب تک آپ زندگی کے اس نئے رخ کو کھوجنے کے سفر میں نئے کرداروں کے ساتھ نکلیں۔

یہ کہانی ہے،

زیان ارتضی کے کربِ مسلسل کی

زمل اعظم کی ابدی اذیتوں کی

فراق اور ملن کے گرد گھومتی ان کی داستان

*****

قسط نمبر ۱۵

"احساسِ نو"

There will come a time,

When you believe everything is finished..

That will be the beginning.

(Louis L'Amour)

لان میں موت سا سناٹا چھا چکا تھا۔ڈوبتی شام جامنی ہوتی جارہی تھی مگر فضا میں کوئی عجیب سا احساس تھا جو زندگی کو اپنے ساتھ ہی روک گیا تھا۔ مبہم سا... سرمئی دھند میں لپٹا... نا سمجھ آنے والا...

"زیان زندہ ہے۔" آواز کانپی تھی۔

وہ سپید پڑتے چہرے کے ساتھ برف کی مورت لگ رہی تھی۔دل کی شکستہ دھڑکنوں میں کوئی تلاطم سا اٹھا تھا...جو کوئی نہیں جان سکتا تھا۔دل کی سرگوشی تھی جو صرف دل نے سنی تھی۔نومبر کی بڑھتی سردی میں بھی،اس کی پیشانی پر واضح قطرے چمک رہے تھے جنہیں رگڑتے ہوئے اس نے تنفس بحال کرنا چاہا مگر بے سود...سانس دھونکنی کی مانند چل رہا تھا۔

اس کے مقابل بیٹھی لڑکیاں لمحے کے لئے کچھ کہنے کے قابل نہ رہی تھیں۔بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔مائرم گہری سانس لے کر آگے ہوئی۔

"زمل، یہ محض تمہاری..."

"یہ میری خواہش نہیں ہے۔"اس نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔

مہرا بروا کھٹے کئے اسے دیکھ رہی تھی۔ گزرے دنوں میں پہلی بار اس نے ان آنکھوں کا روشن عکس جاگتے دیکھا تھا۔وہاں کچھ بدل گیا یوں جیسے کئی ننھے جگنو ٹھہر چکے تھے...امید کے...بھروسے کے...احساسِ نو کے۔

"بخدا میں جانتی ہوں، وہ زندہ ہے۔ میں جانتی ہوں۔" اس نے آخری فقرہ زیرِ لب بڑبڑاتے ہوئے نڈھال انداز میں آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ دل کی دھڑکنیں ہنوز بے ترتیب تھیں۔ جو احساس ابھرا تھا، وہ نئی جان ڈال گیا۔

وہ ایک لمحہ تھا... جب کئی صدیوں بعد اس نے زندگی کو جی لیا تھا۔ کئی خاردار لمحوں بعد... کئی اندھیر پہروں بعد... قلب جیسے از سرِ نو زندہ ہوا تھا۔

"میں جانتی ہوں کہ تمہارے لئے موو آن کرنا، قبول کرنا بہت مشکل ہے لیکن یہی حقیقت ہے، زمل۔ ہم نے خود ویڈیو دیکھی تھی۔"

"درست۔" اس نے سر کو خم دیا۔ "ہم نے ویڈیو دیکھی تھی۔"

www.novelsclubb.com

انابیہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔ مہر اسی طرح خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم کیا کہنا چاہ رہی ہو؟"

"وہی جو روزِ اول سے کہہ رہی ہوں۔" اس نے سختی سے آنکھیں رگڑ دیں۔ "اب ثابت بھی کر دوں گی۔"

وہ کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑی ہوئی۔اس کا چہرہ بے رنگ ہو رہا تھا۔زرد سفید سا۔

”زمل۔“مہر نے بے اختیار اس کا ٹھنڈا پڑتا ہاتھ تھاما۔”یہ بھاری چانس ہے۔“

وہ بھیگی آواز میں بولی تھی۔آنکھیں بے تحاشا تڑپ لئے،اس پر جمی تھیں۔زمل نے نفی میں سر ہلایا۔

”میں لوں گی۔ہزارویں حصے کی امید بھی ہو گی تو میں اس کے لئے آخری حدوں تک جاؤں گی۔“

یہ انداز...یہ جھلک...یہ ٹھہراؤ...کچھ بدل گیا تھا۔کچھ بہت بھاری بدل گیا تھا۔اس کی آنکھیں گیلی تھیں مگر قطرے ہنوز پلکوں پر ٹکے تھے۔

www.novelsclubb.com

”کیسے کرو گی یہ سب؟“مائعزم نے تھک کر پوچھا تھا۔

”تم لوگوں کو فقط یقین کرنا چاہیے۔اگر میں کہوں کہ وہ زندہ ہے تو مان لینا چاہیے۔“ٹھہر ٹھہر کر جتاتے ہوئے وہ جانے کے لئے پلٹ گئی۔وہ گزرے دنوں

کی ویران لڑکی سے قطعی مختلف لگ رہی تھی۔ فقط لمحہ لگا تھا اور ذات سے انداز تک... سب بدل گیا تھا۔

"اسے کیا ہو گیا ہے؟" انابیہ پریشانی سے ان کی طرف پلٹی۔

"پتہ نہیں۔" مائعزم نے الجھن سے لب کاٹا۔ "مگر اسے کرنے دو، جو وہ چاہتی ہے۔"

مہرا بھی تک وہیں دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ دروازے کے پار غائب ہوئی تھی۔ تھک کر سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

دبیز ہوتے اندھیروں میں دور کہیں، لرزتی کرن روشن ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

کئی میل دور، شہر کی حدود سے باہر غیر تعمیر شدہ فیکٹری کے تہہ خانے میں وہی گھٹن بکھری ہوئی تھی۔ فضا میں عجیب سا حبس تھا جو زندگی کا ہر احساس نچوڑ رہا تھا۔

ملائکہ سینے پر بازو لپیٹے چبھتی نگاہوں سے، دیوار سے ٹیک لگائے قیدی کو دیکھ رہی تھی جو اپنی مخصوص تیکھی مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہا تھا۔

"اصل کھیل میرا تھا۔"

زرد چہرے پر کئی خون آلود خراشیں تھیں۔ زخموں سے رِستا خون جم رہا تھا۔ بال سامنے سے گیلے ہو کر ماتھے پر گرے تھے۔ کتھئی آنکھوں میں وہی مخصوص سپاٹ پن ٹھہرا تھا۔ وہ پہلے سے واضح کمزور مگر فی الحال فریش لگ رہا تھا۔ وہی ڈھٹائی کی عادت... خون بہنے کی وجہ سے طاری ہوتی نقاہت، عیاں نہ کرنے کا جیسے عہد کر رکھا تھا۔ جنہوں نے ذلت کی پستیوں میں دھکیل کر اس کا تماشا بنایا تھا... ان کے سامنے جھکنا... قطعی ناممکن۔

"تمہارا یہی کھیل تم پر بھاری پڑے گا، لڑکے۔ میں تمہیں شروع سے کہہ رہی ہوں کہ اعتزاز کو مجبور مت کرو ورنہ تم اپنے ہاتھوں سے اپنی موت کو بدترین بناؤ گے۔"

www.novelsclubb.com

زیان بے اختیار ہنس دیا۔یوں جیسے صدیوں بعد ہنسا تھا۔کافی عرصے کے بعد ملائکہ عباس کا خون جلانے کا موقع ملا تھا،ایسے کیسے جانے دے؟

مگر غور سے دیکھو تو اس کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا جس کا گھمبیر پن،اس کی کھلی مسکراہٹ بھی کم نہ کر سکی تھی... برف کی سلوں کی مانند ٹھنڈا سا... سپاٹ وہ پہلے ہی تھا مگر اب جیسے بے حسی ہر انداز میں ٹھہر گئی تھی۔

"آخر کتنی دفعہ مجھے مارنا ہے؟" وہ جیسے محظوظ ہوا تھا۔

ملائکہ کے سر پر لگی تلووں پر بجھی۔پہلے ہی اس کے پتوں کے جواب میں ان کے پاس کچھ نہ تھا،وہ جیسے چکرا کر رہ گئے تھے۔ادھر اس کی زبان...

www.novelsclubb.com

"ایک دفعہ اگر چھوڑ دیا ہے تو یہ مت سمجھو کہ ہر دفعہ ہی بچ جاؤ گے۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

زیان نے مسکراتے ہوئے ہلکا سا نفی میں سر ہلایا۔

"تمہیں مجھے اس دفعہ زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔" اس کا انداز تپا دینے والا تھا۔

"یہ غلطی تم لوگوں پر بھاری پڑے گی۔"

"کیا مطلب؟" کچھ تھا اس کے انداز میں جس نے ملائکہ کو ٹھٹکنے پر مجبور کر دیا۔

"کیا میں نے اتنی مشکل اردو استعمال کی ہے؟" اس نے ابرو چکائے۔ پیشانی میں ٹیس سی اٹھی جسے وہ دبا گیا۔

ملائکہ نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ کاش کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے مار سکتی۔ غیظ سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ وہ پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

"تم وہ سب پہلے ہی زمل کے نام کر چکے ہو..."

"بالکل، مجھ پر زبردستی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔" مطمئن انداز میں اس کی بات کاٹی۔ "اگر پیپرز میں ردوبدل کروانا ہے تو پھر تم لوگوں کو میری موت کا ڈھونگ

ختم کرنا پڑے گا۔اس سے ایک قدم آگے جاؤ،اگر پیچھے رہ جانے والے جان گئے کہ میں زندہ ہوں تو...مجھے تم لوگوں پر ترس آرہا ہے۔"

"تمہیں کیوں لگتا ہے کہ تم مہروں کو اپنے اشاروں پر نچا سکتے ہو؟" ملائکہ طیش سے غرائی۔

"Look back۔"اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔"کچھ لوگوں کی قید میں ہونے کے باوجود، کھیل کس کے کنٹرول میں ہے،مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ملائکہ نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے کھولیں اور انہی چبھتی نگاہوں سے اسے دیکھا جو ننھی سی کنکری کو فرش کے ساتھ رگڑ رہا تھا۔سناٹے میں واحد آواز، سماعتوں پر گراں گزرنے لگی تھی مگر پرواکسے تھی۔

"میں لعنت بھیجتی ہوں تم پر اور تمہارے بزنس پر۔مجھے اب صرف ایک چیز سے سروکار ہے۔"

"انگور کھٹے ہیں۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔ "تم پر صادق اتر رہا ہے۔"

"مجھے شروع سے اب تک سیاہ کار بنانے والے تم تھے۔" اس کی بات کو مکمل نظرانداز کرتے ہوئے اس نے خون آشام نگاہیں اس کے چہرے پر گاڑیں۔

زیان نے افسوس سے اسے دیکھتے ہوئے سر جھٹکا۔ وہ کنکری کو مٹھی میں مسل رہا تھا۔ بھربھری ریت پھسلتی گئی۔

"وہ تم تھے جس کو راستے سے ہٹانے کے لئے مجھے اعتزاز کی مدد لینی پڑی۔ تمہاری وجہ سے مجھے حسام سے دغا کرنا پڑا اور تم ہی تھے جس کی وجہ سے مجھے اسے قتل کرنا پڑا۔" اس کی آواز میں غراہٹ سی در آئی۔ "میں اس دن کا انتظار کروں گی جب مجھے تمہیں اپنے ہاتھوں سے مارنے کا موقع ملے گا۔"

وہ کہتے ہوئے رکی۔ کچھ یاد آنے پر ذرا سا مسکرائی۔ بے رحم مسکان۔

"اگلی باری تمہاری بیوی کی ہو گی کیونکہ وہی میرے راستے کا آخری بچ جانے والا کانٹا ہے۔"

www.novelsclubb.com

زیان نے فقط ایک نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ کتھئی آنکھیں ویسے ہی سپاٹ تھیں... مگر ان کی ٹھنڈک سِوا ہوئی تھی۔ گلیشیئر کی مانند کوئی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا دینے والا احساس۔ وہ انہی سرد نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ کوئی ردِ عمل نہیں، کوئی اشتعال نہیں۔

"ویسے اس کا ناحق نقصان ہوا ہے، تمہیں اسے اس سب میں گھسیٹنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔" ملائکہ تاسف سے کہہ رہی تھی۔ آنکھوں میں اکساتی ہوئی مسکراہٹ تھی۔ لہجے میں ترحم تھا یوں جیسے بھڑکانا چاہتی تھی اور یہی ترحم تھا جس نے کچھ بھڑکا بھی دیا تھا۔

زیان ارتضیٰ نے پھونک مار کر ہتھیلی سے سیاہ ریت اڑائی۔ ہاتھ جھاڑے۔ فرصت سے پیچھے کو ہوتے ہوئے سامنے بیٹھی عورت کو دیکھا۔ ہر تاثر لمحے میں بدلا تھا۔ اب وہاں چمک تھی، منفرد اور انوکھی سی۔

"کیا تم نے جیت کو مات میں بدلتے دیکھا ہے؟"

ملائکہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔اس کے انداز میں کچھ کھٹک رہا تھا۔کوئی سرخ سی بتی جلنے بجھنے لگی۔

”جس پر تم لوگ ترس کھا رہے ہو، بازی تم لوگوں کی وہی پلٹے گی۔“مضبوطی...یقین...مان...سب تھا اس کے لہجے میں۔انداز پر تپش تھا...آواز میں سلگتے انگاروں کا سا احساس...

ملائکہ کے ابرو اکھٹے ہوئے۔وہ نامحسوس انداز میں آگے ہوئی۔

”تم نے کوئی ہنٹ چھوڑی ہے؟“وہ آنکھیں چھوٹی کئے جیسے اس کا ذہن پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

زیان اب کہ ہلکا سا مسکرایا مگر یہ مسکان،آنکھوں میں نہ جھلکی...وہاں اب بھی برودت سی ٹھنڈک تھی۔بے رحمی اور بے حسی کا عجیب امتزاج بھی...

"مجھے ڈھونڈنے کے لئے اسے اشاروں کی ضرورت نہیں ہے۔" بے نیازی سے کندھے اچکائے۔انداز میں آگ لگا دینے والا تاثر تھا۔وہ لہجے کی تپش سے جلا کر آنکھوں کی ٹھنڈک سے مار رہا تھا۔

"تم..."اس نے ضبط سے مٹھی بھینچی۔"تم مجھے دوسرا راستہ استعمال کرنے پر مجبور کر رہے ہو۔کون سا سراغ پیچھے چھوڑ کر آئے ہو؟"

"وجدان۔"

دھیمی سی سرگوشی نے فضا میں تیرتے ہر احساس کو ساکن کر دیا تھا۔بہت دور کہیں...زرد روشنیوں کی تمازت پھر زندہ ہونے لگی۔کئی خاردار لمحوں کے بعد زندگی کا جاوداں احساس نئے سرے سے جڑ پکڑ رہا تھا۔

داستان واقعی باقی تھی۔

لمحے کے لئے ملائکہ تھم سی گئی۔وہ اسی ٹھہرے ہوئے انداز میں کہہ رہا تھا۔

”اسے شاک سے سنبھلنے کے لئے زیادہ سے زیادہ تین دن لگیں گے۔ چوتھے دن وہ میری موت پر یقین نہیں کرے گی۔“

پر کشش آنکھوں میں اب کوئی مختلف سا دمکتا تاثر تھا۔ نرم سا احساس، مان کی چمک، کسی کی روشن آنکھوں کا عکس...وہ لمحہ لمحہ انداز بدل رہا تھا۔ کیا خوف نہیں آنا چاہیے؟

اتنی مضبوطی...اتنا یقین...اتنا مان...ملائکہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

”اور تمہیں اتنا یقین کیوں ہے؟“ وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

”اور یہ میں تمہیں کیوں بتانے لگا؟“ پر تپش سی انگارہ مسکراہٹ لبوں کو چھو گئی۔

www.novelsclubb.com

ملائکہ کے لب بھینچ گئے۔ اس پر دو حرف بھیجتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک قہر آلود نگاہ اس پر ڈالی۔

”اول، کوئی نہیں جانتا کہ تم زندہ ہو۔ دوم، اگر وہ جان بھی لیں تو لا علم رہیں گے کہ تم کہاں ہو۔ سوم، اعتزاز کو تم سے کچھ جاننا ہے۔ اس کے بعد...“

وہ ہلکا سا جھکی۔

”تم دوسری دنیا کو سدھار جاؤ گے۔“

لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔اب صیاد، صید کا کردار نبھائے گا۔ سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

“.At your service”

ملائکہ نے دل ہی دل میں اسے کئی القابات سے نوازا پھر بڑبڑاتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ گئی۔زیان اسی سرد انداز میں اسے جاتے دیکھتا رہا۔

دروازہ بند ہوا تو بالوں کو ماتھے سے پیچھے کرتے ہوئے اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

”وجدان۔“ وہ آہستگی سے بڑبڑایا تھا پھر گردن موڑ کر واحد روشن دان کو دیکھا جس کے پار شام دھیرے دھیرے ڈوب رہی تھی۔ مغرب کا وقت باقی تھا۔وہ

گہری سانس لے کر اٹھا۔ کتھئی آنکھوں کا ہر تاثر ڈھل گیا تھا۔اب وہاں ٹھہراؤ تھا... سنجید گی تھی اور... سکون تھا۔ ہلکی سی سکینت... کسی تہہ کی مانند۔

چند پلوں کے سرک جانے کے بعد سیاہی مائل دیواروں نے اسے بوسیدہ دروازہ کھول کر باہر نکلتے دیکھا۔ وہ سیلن زدہ ہوتا باتھ روم تھا۔ بال گیلے ہو کر ماتھے پر گرے تھے۔ چہرہ بھی گیلا تھا، وہ آستینیں برابر کرتے ہوئے لمحے کے لئے رکا۔ آہستگی سے سر کے پچھلے حصے کو چھوا۔ نمی سی محسوس کرتے ہوئے انگلیاں سامنے کیں تو وہ سرخ ہو رہی تھیں۔ اس نے گہری سانس لے کر آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

دھیرے دھیرے بہتا یہ خون، اسے موت کی طرف دھکیل رہا تھا مگر اب... کچھ خوفزدہ نہیں کرتا تھا۔ سر جھٹک کر اس نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے ارد گرد دیکھا۔ ایک کونا مختص کرتے ہوئے قدم بڑھا دیئے۔

www.novelsclubb.com

فضا میں ٹھہری گھٹن دم توڑ چکی تھی۔ وہاں ٹھنڈا سا سکون تھا... روح کو آزاد کرتا نرم گرم سا احساس جیسے طویل رتجبے پر پھیلا کوئی سایہ ہو... یا پہاڑوں پر سرسراتی ہوا میں پگھلتی رات ہو۔ سکون در سکون۔

زیان ارتضیٰ نے نگاہیں اٹھا کر سیاہی مائل چھت کو دیکھا پھر سر ہلکا سا جھکاتے ہوئے ہاتھ باندھ لئے۔ وہ پتھریلی زمین پر کھڑا، جو گرز سمیت نماز پڑھ رہا تھا۔ ٹھہرے ہوئے انداز میں، سکون سے۔ جیسے کسی سیاہ سرگوشی کا کوئی خوف نہ ہو۔ جھکی آنکھوں میں شفاف سا تاثر تھا، ہر سیاہی سے پاک۔

اس کے ارد گرد وہ سیاہ کمرہ دم توڑتی مغرب میں تقدس کا آماجگاہ لگ رہا تھا۔ اندھیرے کی سکینت بڑھتی جارہی تھی جس میں عجیب سی پاکیزگی تھی۔ جیسے کوئی غلطی قبول کر کے... توبہ کر کے... اپنے لئے معافی لکھوا کے... نئے سرے سے لوٹا تھا۔

اسی پتھریلی زمین پر پیشانی کو قدموں کے برابر لاتے ہوئے، سیاہ جیکٹ والے زخمی قیدی سے پر سکون... اس لمحے میں کوئی نہ تھا۔

کیونکہ وہ آزاد ہو چکا تھا۔اپنے اندھیروں سے...اپنی سیاہیوں سے...اپنے گلٹ سے۔

☆☆☆☆☆☆

تین دن قبل

وہی گھٹن زدہ سیاہ آسمان تھا جو شہر سے میلوں دور،اس غیر تعمیر شدہ فیکٹری پر چھا رہا تھا۔کرب ناک سی رات پگھلتی ہوئی روشن دان سے گزرتی دکھائی دے رہی تھی۔وہی خون...وہی منظر...وہی زخم۔کہانی انجام کو اتنی جلدی نہیں پہنچا کرتی۔

"تمہارے ساتھ کھیل کھیلنے میں بہت مزہ آیا لیکن اگر کھیل زیادہ دیر جاری رہے تو اپنی اہمیت کھو دیتا ہے سو اب اس گیم کو ختم کرتے ہیں۔" لہجے اور انداز میں بے تحاشا بے رحمی اور برودت سموئے اعتزاز آفندی پستول کا میگزین لوڈ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

زیان ارتضی نے نڈھال انداز میں آنکھیں میچ کر کھولیں۔یعنی ضروری نہیں کہ ہر دفعہ منتقم فاتح ٹھہرے؟حلق میں کوئی پھندا سا پڑا تھا...ریاضت خاک ہوئی...قسمت اندھیر۔ہاتھ کیا آیا؟ان گنت خسارے۔

اس نے دھندلی پڑتی آنکھیں کھولیں۔وہ کھیل کے ازل سے جانتا تھا کہ یہ لمحہ آئے گا۔لاشعوری طور پر وہ خود کو تیار کرتا آیا تھا۔جب انجام جانتا تھا تو اب آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مرنا تھا۔

مگر یہ موت تھی...کوئی کھیل نہیں جسے وہ اتنی آسانی سے گلے لگا لیتا۔کوئی عجیب سا احساس دل کو جکڑ کر روح کو...ہاں روح کو اندھیروں میں دھکیلنے لگا۔دور کہیں...دل کی گہرائیوں میں دفن خیال...پوری شدت سے حاوی ہوا تھا۔

"نماز پڑھی ہے،زیان؟"

کسی نے الٹی برچھی سے دل کو زخمی کیا تھا۔خون بھل بھل بہنے لگا۔وہ راستہ بھٹک گیا تھا۔وہ اپنے رب سے دور آگیا تھا۔کیا اب وہ تیار تھا؟اس ملاقات کے لئے جو

ازل سے طے شدہ تھی۔ خوف نے آہستگی سے اپنا سر اٹھایا اور پھر انگ انگ میں سمانے لگا۔

اس نے اعتزاز آفندی کو پستول والا ہاتھ لمبا کر کے ٹریگر پر انگلی رکھتے دیکھا۔

حلق میں پڑتی گرہیں بڑھنے لگیں۔ وہ ان تین سالوں کا حساب اپنے رب کو کیسے دے گا؟ اس نے نماز چھوڑ دی تھی، وہ اندھیروں کی نذر ہو گیا تھا۔ رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف وجود کو سیاہیوں میں دھکیل گیا۔ سلگتا خوف، ہر آن بڑھتا خوف۔

کیا زیادہ وحشت ناک تھا؟ موت کا احساس یا اس کے بعد کا اندھیرا۔ رگوں کو کاٹتا درد، روح کو مجروح کرنے لگا۔ کیا اسے معافی مل گئی تھی؟ کیا آسمانوں پر اس کا لوٹ آنا قبول ہوا ہو گا؟ کیا وقت نہیں پلٹ سکتا؟

تو زیان ارتضیٰ، تم بھی پچھتانے والوں کی فہرست میں شامل ہوئے۔ دور کہیں وہ سیاہ ہیولہ طمانیت سے مسکرا دیا۔

اسی پل دباؤ بڑھا، پستول نے جھٹکا کھایا، روشنی چمکیں۔ زیان نے آنکھیں بند کرلیں۔ سانس روک لیا۔ بس وہ ایک لمحہ تھا۔ فقط ایک لمحہ۔ موت کا بدترین احساس پوری شدت سے حاوی ہوا تھا۔ سیاہ، وحشت ناک، انتہائی تکلیف دہ۔

مگر اگلا پل کہانی پلٹا گیا۔

گولی کی سنسناہٹ اسے اپنے پاس سے گزرتی محسوس ہوئی اور پھر عقب میں دیوار کا پلستر اکھڑ گیا۔ اسے کچھ نہیں ہوا تھا۔ لمحے کے لئے گردشِ کائنات تھم گئی۔ اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔

اعتزاز آفندی جی جان سے مسکرایا اور پستول لبوں کے قریب کر کے پھونک ماری۔ گلاسسز سے جھلکتی آنکھوں میں مکروہ سی چمک تھی۔

"کیا اتنی آسان موت دوں گا میں تمہیں؟"

اور یہ وہ بدترین لمحہ تھا کہ ارد گرد کھڑی دیواروں کی سیاہی میں زیان ارتضیٰ کو اپنا آپ ڈوبتا محسوس ہوا۔ سانس رکا تھا، دھڑکن شل ہوئی۔ وہ اپنی جگہ کسی مجسمے کی

www.novelsclubb.com

طرح ساکت رہ گیا۔لمحے کے ہزارویں حصے میں اسے کھیل سمجھ آگیا تھااور...اس کا زردی مائل چہرہ سفید پڑنے لگا۔

"مگر پتہ ہے کیا؟"اعتزاز مسکراتے ہوئے دو قدم آگے آیا۔"تمہارے ساتھیوں کے نزدیک تم مر چکے ہو۔اب وہ تمہاری تلاش نہیں کریں گے اور ہم آزادی سے اپنا کام کر سکتے ہیں۔"

دل میں ہوتی شدید تکلیف،اس کی برداشت کا امتحان لینے لگی۔وہ لب بھینچے سامنے کھڑے غارت گر کو دیکھے گیا۔مردہ ہوتی آنکھوں میں خون کی لکیریں اترنے لگیں۔

"سو تمہارا یہ انجام نہیں ہے۔میں نے اس فیکٹری کی تعمیر تمہارے لئے رکوائی ہے۔ہیٹرز فکس کئے جا چکے ہیں۔"

اب کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔نہ اختتام سے،نہ انجام سے۔اس کے اندر کی بھڑکتی آگ،اس کے وجود کو جھلسانے کے لئے کافی تھی۔دنیا کی آگ کی ضرورت نہیں تھی۔اس کے ہاتھوں کو جکڑے،نائل واضح اس کی ابھرتی رگوں کو

محسوس کر سکتا تھا۔ گردشِ خون کی تیزی کی وجہ سے پیشانی پر قطرے چمکنے لگے تھے۔

"تمہارے زخموں کو ٹریٹ کرنے کے بعد، بس تمہیں ایک چھوٹا سا کام کرنا ہو گا۔" اس نے پلٹ کر ابتہاج کو دیکھا اور اشارہ کیا۔ وہ سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر باہر چلا گیا۔ اعتزاز پھر زیان کی طرف متوجہ ہوا۔

"تمہیں کیا کرنا ہے، یہ میں صبح تک بتاؤں گا۔ ابھی خود کو ذہنی طور پر تیار کر لو۔" وہ اس کے تاثرات سے بے پرواسکون سے کہہ رہا تھا۔

اس کی مسلسل خاموشی، ملائکہ عباس کے ارد گرد سرخ گھنٹیاں بجانے لگی۔ وہ آنکھیں سکیڑے آگے ہوئی۔ وہ اس لڑکے کو چوبیس سال سے جانتی تھی، اس کا یہ انداز طوفان سے پہلے کی خاموشی محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے گردن موڑ کر اعتزاز کو دیکھا پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔

نائل آہستگی سے اس کے ہاتھ چھوڑ کر پیچھے ہٹا۔ اسے علم تھا کہ وہ کافی زخمی تھا، حملہ کرنے کی سکت نہیں رکھتا تھا سو اس طرف سے وہ بے فکر تھا۔

آنکھوں کے آگے سرخ سی دھند چھا رہی تھی جو اس منظر دھندلا کر رہی تھی۔ وہ لوگ، اسی طرح، اسے ہر بار نئے سرے سے مار کر سکون سے پلٹ رہے تھے۔ یعنی کہانیاں جھوٹ کہتی ہیں۔ ہر دفعہ ظالم کا وار اس پر نہیں پڑتا۔ ہر دفعہ منتقم کی فتح نہیں ہوتی۔ ٹھیک ویسے ہی جیسے اس کی نہیں ہوئی تھی۔ تین سالوں سے۔ وہ ان سے جیت نہیں سکا تھا، وہ ان سے کبھی نہیں جیت سکتا تھا۔

دروازے بند ہوئے۔ موت سا سناٹا چھا گیا۔ وہ اپنی سیاہیوں اور اندھیروں میں تنہا رہ گیا۔ اس نے سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔

"بہت محبت کی ہے تم سے۔ اب آزمانا مت۔"

روح جیسے کسی نے کانٹوں پر گھسیٹی تھی۔ سلگتی سی اذیت، روح کو جھلسا گئی۔ قدم ہر بوجھ اٹھانے سے انکاری ہونے لگے۔ وہ گھٹنوں کے بل گرا تھا۔ مٹھیاں بھینچے اس نے سانس کھینچنے کی کوشش کی۔ مگر تنفس کہیں اندر گھٹنے لگا تھا۔

وہ ایک بار پھر استعمال ہوا تھا... اس کی وجہ سے اس کے اپنوں کو پھر اذیت کے دشت سے گزرنا تھا... وہ حقیقی معنوں میں کرسڈ تھا۔ کیا فائدہ ہوا، یہ جنگ لڑنے کا؟

آنکھوں سے ٹوٹا قطرہ، سیاہ پتھریلی زمین پر گر کر ساکت ہو گیا۔اس نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔وہ کیا کرے، کیسے روکے ؟اس نے نڈھال انداز میں سر گرا دیا۔

وہ سب اس تکلیف سے گزریں گے جو حقیقی نہیں تھی...جو اپنا وجود ہی نہیں رکھتی تھی۔صرف خیال ہی روح کے پرخچے اڑا رہا تھا۔ہر تکلیف اسی سے شروع ہو کر اسی پر کیوں ختم ہوتی تھی؟

ایک قیامت تھی جو اس کی وجہ سے اب برپا ہونی تھی۔

اس نے گیلی آنکھیں اٹھا کر ارد گرد دیکھا۔خاموش، سیاہ، وحشت ناک دیواریں ویسے ہی اسے دیکھ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

اپنی زخم زخم روح کے ساتھ یہ جنگ لڑنے کے بعد کچھ حاصل نہ ہوا تھا اور اب... دوڑتی بھاگتی دنیا سے کوسوں دور، وہ تنہا وہاں کا قیدی تھا۔کوئی نہیں جانتا تھا اور اب کوئی نہیں آئے گا۔پیچھے رہ جانے والوں کے نزدیک وہ مر چکا تھا۔اب کسی نے نہیں آنا تھا۔وہ اندھیروں کے ساتھ تنہا رہ گیا تھا۔روح کو جھنجھوڑتی...دل کو سلگاتی...وجود کو کاٹتی، تنہائی۔قبر جیسا سناٹا، موت جیسی وحشت۔

کیا کوئی اختتام تھا اس کی اذیتوں کا؟ کوئی انجام تھا ان تکلیفوں کا جنہوں نے ایک عمر اس کے وجود کو لہو لہو کیا تھا؟ کوئی مرہم ان زخموں کا جو ہمیشہ سے رِس رہے تھے؟ کوئی پناہ گاہ؟

بچپن سے شروع ہوئی، اس کی اذیتوں کا مدار پھیل کر ساری زندگی پر قابض رہا تھا۔

(سائرہ بے قراری سے اسے گلے لگاتے ہوئے رو رہی تھیں۔ متورم آنکھوں میں دنیا جہاں کا خوف تھا۔)

وہ سال جو کسی بھی بچے کے مکمل ترین ہو سکتے ہیں، وہی اس کے لئے بد ترین تھے۔

(مکرم ارتضی نے اسے اپنی آغوش میں سمیٹتے ہوئے تھک کر آنکھیں بند کر لیں۔)

مال، زر، دھن کی بازی اور انا کی جنگ نے اس کا باپ بھی اس سے چھین لیا تھا۔

(اعظم خفگی سے اسے سرزش کر رہے تھے۔ وہ اسے زندگی ضائع کرتے نہیں دیکھ سکتے تھے۔)

www.novelsclubb.com

بھروسہ وہ جوہر کسی نے آزمایا تھا۔ جس کی کرچیاں ہمیشہ کے لئے روح میں گڑ چکی تھیں۔

(عارب خاموشی سے اس کے برابر آن کھڑا ہوا تھا۔ کسی خاموش وعدے کی طرح۔)

تین سالوں سے جاری یہ سیاہ کھیل، اس کے دامن کو فقط خساروں سے بھر گیا تھا۔

(زمل نے ہاتھ بڑھا کر اس کی پیشانی پر گرے بال پیچھے کئے۔ ہر انداز میں محبت تھی۔)

ذہن میں چلتا حاصل وزِیاں کا حساب یکدم رکا تھا۔ لمحے کے لئے گردونواح میں سناٹا چھا گیا۔ آگہی کا کوئی احساس پوری شدت سے اس پر حاوی ہوا تھا۔ دل رک کر شدت سے دھڑکا۔

زندگی کے ہر تکلیف دہ دور میں کوئی نہ کوئی اس کے ساتھ رہا تھا یا شائد... اس کی پیشانی تر ہونے لگی۔ ان سب کو اس کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جن لمحوں میں اسے آزمایا گیا تھا، انہی پلوں میں زخموں کو مندمل کرتا ساتھ بھی عطا کیا گیا تھا۔

کیا اسے تنہا چھوڑ دیا گیا تھا؟

کسی خیال کے تحت اس نے سر اٹھایا اور انہی گیلی نگاہوں سے واحد روشن دان کے پار پگھلتی رات کو دیکھا۔ وہاں دکھائی دیتا مختصر سا آسمان بھی سیاہ تھا... لیکن اس سیاہی میں سکون تھا، جگمگاتی کرنوں کی مانند سکینت جو چند ایک ٹمٹماتے تاروں کے وجود سے ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ افق کی سیاہی، اس کے ارد گرد پھیلی سیاہی سے بہت مختلف تھی۔ جاذبیت تھی، کاملیت، سکینت۔

تبھی وہاں جیسے ہر سو روشنی پھیلتی گئی۔ قوس قزح کے رنگ لئے، وہ کرنیں اس زخمی قیدی کے گرد محوِ رقص تھیں۔ ان کی حدت میں بہت تمازت تھی۔ مگر ان کا منبع... وہ مبہم تھا۔ آنکھ کی بینائی نہیں پا سکتی تھی۔ لیکن بصارت... وہ روشن ہوئی تھی۔

زیان ارتضی کو اپنے ارد گرد سب تحلیل ہوتا محسوس ہوا۔ وہ یک ٹک اس مختصر سے سیاہ آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ وہاں کوئی تھا... کئی کروڑ سالوں کی مسافت پر آسمانوں کے پار... مگر اس کی شہ رگ سے بھی نزدیک... کوئی تو تھا۔

ارد گرد گہرے سناٹے میں ہر شور دم توڑ گیا تھا، تب وہ کہیں اندر سانس لیتی آواز زندہ ہو کر چہار سو پھیلی تھی۔

کوئی بہت دور یا شائد بہت قریب... اب بھی اس کے ساتھ تھا۔ کوئی تھا جس نے اس کے ہر گرتے آنسو اور رائیگاں جاتے ہر لہو کے قطرے کو لکھ لیا تھا۔ وہ اکیلا نہیں تھا... کوئی تھا اس کے ساتھ ازل سے... بہت خاموشی سے۔ وہ... تنہا... کبھی نہیں... تھا۔

تہہ خانے کے بڑھتے اندھیروں اور موت سے سناٹے میں زیان ارتضی کو یوں لگا جیسے وہ اٹھائیس سالوں بعد آج جاگا تھا۔ ذہن پر جمی گرد کسی نے اس لمحے میں صاف کر دی تھی۔ سب شفاف ہوا، واضح، عیاں اور روشن۔

www.novelsclubb.com

اس نے کبھی کوئی جنگ تنہا نہیں لڑی تھی...اسے کبھی تنہا چھوڑا ہی نہیں گیا تھا۔

اپنی دنیا سے دور...ہر ہنگامے سے پرے، گہرے و عمیق سناٹوں سے پُر اندھیروں میں...شدید بے بسی کے عالم میں...گھٹنوں کے بل گرے...ٹھیک اسی لمحے میں، اس نے اپنے رب کو جان لیا تھا۔

جب کوئی اس کے ساتھ نہیں تھا...اس نے پالیا تھا کہ کوئی ہمیشہ سے اس کے ساتھ تھا۔اسے دیکھ رہا تھا، سن رہا تھا، سنبھال رہا تھا۔

زندگی کا شور اب تھما تھا...اندر کی آواز اسی خاموشی میں پوری طرح سے اس پر حاوی ہوئی تھی۔روح کی پکار، ضمیر کی نِدا، فطرت کا تقاضا۔

www.novelsclubb.com

اور کس نے کہا کہ اندھیرے ہمیشہ سے وحشت ناک تھے؟

اس نے لب بھینچے سر دیوار سے ٹکادیا۔آنکھیں بند کرلیں۔چند لمحے وہی سناٹا دبیز ہوتا رہا۔

"اللہ۔"لبوں نے حرکت کی۔سرگوشی میں پکار آزاد ہوئی۔دل سسک اٹھا۔

ہر زخم، ہر گھاؤ، ہر ناسور کے باوجود روح آج ہر بوجھ سے آزاد ہوئی تھی۔ فقط ایک پکار، سب تکلیفوں کو نچوڑ لے گئی۔ وہ نماز پڑھنے لگا تھا مگر پکار... دل سے، ایمان سے، روح سے، پوری بے بسی اور شدت کے ساتھ اس نے آج تین سال بعد اسے پکارا تھا جو ہر لمحہ اس کے ساتھ رہا تھا۔

”آئی ایم سوری، اللہ۔“ کانپتی آواز میں تین لفظ۔ پھر وہ رو دیا۔ دبی دبی سسکیوں کے ساتھ، ان لڑھکتے آنسوؤں کے ساتھ... جو عرصہ ہوئے خشک ہو چکے تھے۔ زخمی قلب کی تڑپ اسے دکھا دی۔ وہ تھک گیا تھا، اپنا آپ اس کے سامنے گرا دیا تھا۔ سناٹے میں اتھل پتھل ہوتی سانسوں اور سسکیوں کی آواز مدغم ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

”آئی ایم سوری، اللہ۔“

اسے کچھ یاد نہ رہا تھا... فقط اتنا کہ اس اندھیرے کمرے میں اسے صرف اسی نے تنہا نہیں چھوڑا تھا۔ وہ آج بھی اس کے ساتھ تھا... جب وہ اس سے دور آ گیا تھا۔ وہ آگہی کا لمحہ تھا۔ جو کندھوں کو بھاری بوجھ تلے جھکا گیا۔

”آئی ایم سوری، اللہ۔“

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نقاہت پھر طاری ہونے لگی لیکن اب وہ ہر زخم میں اٹھتی تکلیف کی شدت سے بے پرواتھا۔لب اسی طرح،ایک ہی سطر بڑبڑا رہے تھے۔آنکھوں سے ویسے ہی قطرے لڑھک رہے تھے۔دل اسی انداز میں سسک رہا تھا۔اسے اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔اس کے آنسو،اس کی ہر تکلیف اپنے رب کو بتارہے تھے جو اس نے ان تین سالوں میں سہی تھی۔جو وہ اب سہہ رہا تھا۔بس وہی تو جانتا تھا،بس وہی تو سمجھ سکتا تھا۔

"آئی ایم سوری اللہ۔"ڈوبتی آواز میں دنیا جہاں کی تڑپ تھی۔

یہ احساس کہ وہ تنہا نہیں تھا،اسے تھکا گیا تھا۔جیسے کوئی قریب پہنچ کر دل چھوڑ دے،ہمت ہار جائے۔وہ ڈھے گیا تھا،کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسے سنبھال لیا جائے گا۔

کتنی دیر گزری،کتنی پل پگھلے،کتنی ساعتیں فضا میں گھلیں...وہ وہیں اسی حالت میں،بیٹھا رہا۔آنسو ویسے ہی لڑھکتے رہے۔اس کے ذہن پر چھایا اندھیرا بڑھنے لگا مگر دل...وہ اپنے تمام زخموں کے باوجود عجیب سے سکون میں تھا۔سکینت

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اندھیری فضا میں گھلتی جا رہی تھی۔ وہی سکینت اس کی روح پر اترتی، وجود کو اس تکلیف سے آزاد کر رہی تھی۔ پلکیں بھاری ہونے لگیں، ہوش کی منزلیں مبہم ہونے لگیں۔

بھاری لوہے کے دروازے کی مکروہ سی آواز... قدموں کی قریب آتی چاپ... آپس میں مدغم ہوتی سرگوشیاں... چند قطرے زخموں پر... بڑھتی جلن... وہ شائد اس کے زخموں کو صاف کر کے پٹی کر رہے تھے... آخری سوچ لہرائی اور پھر ذہن اندھیروں میں ڈوب گیا۔

رات گہری ہوتی رہی اور پھر آسمان کے کناروں سے سفیدی پھیلنے لگی۔ مگر فضا میں سرگردوں وحشت کا وہی عالم تھا۔ اسی غیر تعمیر شدہ فیکٹری کے ایک کمرے میں تناؤ کی کیفیت تھی۔ اعتزاز آفندی، کھڑکی کے پار دم توڑتی رات کو دیکھتے ہوئے پیچھے کھڑے ابتہاج کی بات سن رہا تھا۔ پیشانی پر پڑے بل واضح تھے۔

"اس کا خون زیادہ بہہ چکا ہے مگر پھر بھی کافی سخت جان ہے۔ رات کو پٹی کر دی تھی۔ فی الحال ہوش نہیں آیا۔ تمہیں لگتا ہے کہ وہ اتنی آسانی سے پیپرز تمہیں

دے دے گا جب کہ اس نے ٹارچر کے بعد بھی نہیں دیئے تھے؟" وہ ہاتھ باندھے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

آفندی نے پلٹ کر چبھتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"خود پر آئی تکلیف برداشت ہو جاتی ہے لیکن جانتے ہو کہ ایک مرد کو قابو کرنا کتنا آسان ہے؟" وہ زہریلے لہجے میں بولا۔

ابتہاج ہلکا سا چونکا۔ تحیر سے اسے دیکھا۔

"تم عورتوں پر ہاتھ نہیں ڈالتے، اعتزاز آفندی۔" اس کے انداز میں ناپسندیدگی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس نے بے نیازی سے اسے شانے اچکائے۔

"جب گھی سیدھے طریقے سے نہ نکلے تو انگلیاں ٹیڑھی کرنی پڑتی ہیں۔ کہا ناں، مجھے وائٹ نائٹ بننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ وہ سب ویسے بھی اس غم میں بے حال ہوں گے۔ سیکیورٹی خاص نہیں ہو گی۔ اس کی ماں یا بیوی..."

موبائل کی بیل نے بات کاٹ دی۔ وہ لمحے کے لئے رکا۔ کوئی لال بتی جلنے بجھنے لگی۔ اس نے تیزی سے جیب سے موبائل نکالا۔

"کہو۔" آواز چوکنی تھی۔

"باس۔" نائل کا انداز ٹھہرا ہوا تھا۔ "آپ کا نام وانٹڈ لسٹ میں ہے۔"

سرسراتی آواز نے چہار سو فضا کو ساکن کر دیا۔ لمحے کے لئے اعتزاز آفندی کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔ وہ تو وائٹ کالر تھا، کوئی ثبوت نہیں تھا اس کے خلاف۔ ایسے کیسے وہ اشتہاری ملزم بن گیا تھا؟ خونِ فشار بلند ہونے لگا۔ ذہن میں خیال برق بن کر دوڑا تھا۔ چہرہ غیض کی شدت سے سیاہ پڑنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"ارتضی۔" وہ دانت پر دانت جمائے غرایا تھا۔

کئی پہروں بعد، آئینے کے سامنے کھڑے زیان ارتضی نے اپنا عکس دیکھا۔ وہی زخمی، زرد چہرہ مگر آنکھیں... ان کے ٹھہراؤ میں عجیب سی آگ سلگ رہی تھی۔ وہ

غلط تھا۔ یہ انتقام کا سفر نہیں تھا۔ یہ اس کے سروائیول کی جنگ تھی۔ اس کے زندہ رہنے کا کھیل تھا۔

"موقع بھی ہے دستور بھی، رسمِ دنیا بھی۔"

☆☆☆☆☆☆

جامنی آسمان رات پھیلتے ہی سیاہی میں تبدیل ہو رہا تھا۔ اسٹڈی کی سفید بتیاں روشن تھیں۔ فضا میں وہی گھٹن سی تھی مگر اب... کوئی مختلف سا احساس بھی تھا جو صرف مربوط اقلاب ہی محسوس کر سکتے تھے۔ گول میز پر لیپ ٹاپ آن تھا اور اسکرین پر وہی پاز کا نشان نظر آ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

زمل نے ایک ہی سانس میں پانی کا گلاس خالی کرتے ہوئے سائیڈ پر رکھا اور دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے، جھک کر گہرے سانس لئے۔ دل کی دھڑکن، اس کا تنفس... کچھ بھی نارمل نہیں ہو رہا تھا۔

اس نے لب کاٹتے ہوئے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ نظریں ترچھی کر کے لیپ ٹاپ کو دیکھا۔ نگاہوں کی بے بسی حد سے سِوا ہوئی۔

جو احساس قلب کو چھو کر گیا تھا... وہ کچھ نہیں تھا... فقط اس کا وجدان... ٹھہر کر نقطے سے نقطہ ملایا تو کہانی واضح ہوتی چلی گئی لیکن... اس نے پھر بے بسی سے لب کاٹا... دنیا کو دکھانے کے لئے اسے ثابت کرنا تھا۔ جس سے زیادہ جان پر کٹھن اس کے لئے کچھ نہ تھا۔

"تمہیں اتنا یقین کیوں ہے؟" کوئی مدھم سی آواز اس کے عقب سے ابھری تھی۔

لمحے کے لئے زمل کا سانس رکا۔ اس نے آہستگی سے پلٹ کر دیکھا۔

کرسی پر بیٹھی لڑکی، پاؤں جھلاتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔ زرد رنگت، ڈھیلی الجھی پونی سے نکلتی لٹیں جو پژمردہ چہرے کے گرد ٹھہری تھیں۔ وہ سرخ و متورم آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔ زمل اس لڑکی کو پہچانتی تھی۔ وہ اس کا آئینہ تھی۔

وہ اٹھارہ سالہ لڑکی جس نے اپنی ماں کو کھویا تھا۔وہ پھر سے ابھر آئی تھی۔اس کا کم عمر عکس۔اس کا ینگر سیلف۔

اس کی آنکھوں میں یکدم ہی کئی کرچیاں سی بس گئیں۔

”تم خود کو نئی امید دلا رہی ہو۔اگر یہ خیال حقیقت نہ ہوا تو تم کیا کرو گی؟“

زمل کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔کچھ لمحوں پہلے اس نے زندگی کو ایک پل میں جی لیا تھا۔وہ دوبارہ اس دلدل میں نہیں اترنا چاہتی تھی۔اس اندھیر زندگی کا صرف خیال ہی جان نکال دیتا تھا... کجا اسے دوبارہ جینا۔

بے بسی اپنی حدوں کو چھونے لگی۔

www.novelsclubb.com

”حالانکہ وہ خود ہی کہا کرتا تھا کہ جو مر جائیں، وہ کبھی لوٹ کر نہیں آتے۔“ کرسی پر بیٹھی کم عمر لڑکی جیسے اسے یاد دلا رہی تھی۔اس کی روشنی کو اندھیرے میں کھینچ رہی تھی۔

زمل نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ایک گہری سانس کھینچی اور پھر اجنبی نگاہوں سے اپنے ینگر سیلف کو دیکھا۔نگاہوں میں وہی سپاٹ پن، ویسی ہی برودت تھی جو کچھ دیر قبل تہہ خانے کے قیدی کی کتھئی آنکھوں میں ٹھہری تھی۔

"فرق نہیں پڑتا۔وہ زندہ ہے۔" سماعتوں سے اترتے الفاظ، ہر بار دل میں جذب ہوتے، دھڑکنوں کے ردھم میں حشر برپا کر دیتے تھے۔

"اتنا یقین کیوں ہے تمہیں؟" کم عمر لڑکی کو جیسے غصہ آنے لگا۔وہ اپنے اندر کی ناامیدی اس میں کیوں نہیں اتار پا رہی؟

زمل نے کوئی جواب نہ دیا۔ویسے ہی اسے دیکھتی رہی پھر لب ہلے۔

"تم جا سکتی ہو۔" اس نے رخ موڑ لیا۔حلق میں اٹکتے گولے کو بمشکل نگلنا چاہا۔اپنے اندر کی اس زہریلی آواز کو دبانا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

چند لمحے کھلی کھڑکی کے آگے پردہ پھڑ پھڑاتا رہا۔زمل نے پلٹ کر دیکھا۔وہ سیاہی مائل لڑکی اب وہاں نہیں تھی۔اس نے لب کو دباتے ہوئے گہری سانس کھینچی۔

"اختتام سے بھی آگے، ابد تک۔" کئی عہدوں کو سموئے، وہ وعدہ آج بھی ذہن کے پردے پر ثبت تھا۔

گیلی آنکھوں کو رگڑتے ہوئے وہ پلٹ کر ٹیبل تک آئی اور کرسی کھینچ کر بیٹھی۔ ٹھنڈے ہوتے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش تھی۔اس جان نکالتے منظر کو دوبارہ دیکھنا...اسی جان پر کڑا تھا لیکن...وہ چانس لینے کا فیصلہ کر چکی تھی...آخری حدوں تک۔

"میں تمہیں بالکل بھی معاف نہیں کروں گی۔" وہ آہستگی سے بڑبڑائی تھی۔ آنکھیں بار بار گیلی ہوتی تھیں جنہیں وہ رگڑ دیتی تھی۔وہ ایک دفعہ واپس آئے...وہ اپنی ہر اذیت کا حساب لے گی... وہ اب ناراض ہو کر دکھائے گی...اتنا لڑے گی کہ وہ دوبارہ ایسا کام کرنے سے پہلے سو بار سوچے گا۔

آنسو تیزی سے لڑھکنے لگے۔ذہن منظر دکھا رہا تھا،اس مکمل احساس میں جینے کی ترغیب دے رہا تھا۔اگر اس کا وجدان حقیقت نہ ہوا تو...یہ صرف خیال ہی دل بند کر دیتا تھا۔وہ اب گری تو دوبارہ نہیں اٹھ پائے گی...وہ جانتی تھی۔

مگر ان بڑھتے اندھیروں کو ختم کرنے اور زندگی از سرِ نو جینے کے لئے اسے اپنی بکھرتی ہمت کو دوبارہ مجتمع کرنا تھا۔ بس مزید چند گھنٹے... وہ اسے ڈھونڈ لے گی۔ دل ہی دل میں خود کو یقین دلاتے ہوئے اس نے آنکھیں میچ کر کھولیں اور ٹچ پیڈ کو چھوا۔

سیاہی اور سرخی میں ڈوبا منظر روشن ہوا۔

زمل کو نئے سرے سے اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔ حوصلے کی ہر باڑ لرزنے لگی۔ کپکپاتے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ دھندلی پڑتی نظروں سے اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔

دس سیکنڈ... اس نے پیشانی سے رستے خون کو سیاہ زمین پر گر کر جذب ہوتے دیکھا۔

چالیس سیکنڈ... وہ انجام کی بات کر رہا تھا۔ آنکھوں میں مردہ پن تھا۔

نوے سیکنڈ... اعتزاز ہلکا سا مسکرایا، بازو لمبا کرتے ہوئے ٹریگر پر انگلی رکھی۔

زمل نے جھٹکے سے ویڈیو روک دی۔ آنکھوں سے بھل بھل آنسو بہنے لگے۔ وہ نہیں دیکھ سکی تھی۔ اپنے ہر یقین اور ہر بھروسے کے باوجود دل کے ٹکڑے نئے سرے سے تکلیف کو انتہا تک پہنچانے لگے۔

آخر کیوں اس کی زندگی اس موڑ پر آئی تھی؟

سر ہاتھوں میں گرائے، وہ کتنی ہی دیر دبی دبی سسکیوں سے روتی رہی۔ ہر زخم پھر ادھڑ گیا تھا۔

اسے ہر حال میں یہ ویڈیو دیکھنی تھی تاکہ وہ باقیوں کو ثبوت دکھا سکے۔ اس کے پاس ضائع کرنے کے لئے ایک پل بھی نہیں تھا۔ لیکن وہ کہاں سے اتنی ہمت لائے؟

"میں تو کسی کے زخم کی پٹی بھی نہ کر سکوں، کجا یہ مرتے ہوئے لوگ دیکھوں؟ زخم اور خون، یہ سب نہیں ہوتا مجھ سے۔"

www.novelsclubb.com

تین سال پہلے کالج گراؤنڈ میں بیٹھی اونچی پونی والی لڑکی لاپروائی سے کہہ رہی تھی۔وہ حال کی بہ نسبت تروتازہ لگ رہی تھی۔

"فرض کرو کوئی تمہارے سامنے مر جائے تو تم کیا کرو گی؟" اس کی دوست نے دلچسپی سے پوچھا۔

اپنی قسمت کے کھیل سے مکمل انجان لڑکی نے سر اٹھایا اور ہلکے سے شانے اچکائے۔

"میں بھی وہیں مر جاؤں گی۔"

کوئی تلخی سی تھی جو زمل کی بھیگی سرخ آنکھوں میں ابھری۔ سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔وہ تو زندہ رہ گئی تھی۔یہی تو اہلِ خاک کی کہانی تھی۔

"خود کو مضبوط کرو، زمل۔زندگی بہت کچھ سکھا دیتی ہے۔" حرا سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔

"زخم اور موت میرا خوف ہے۔" اس کی آواز دھیمی تھی۔

www.novelsclubb.com

زمل نے سختی سے آنکھیں رگڑیں۔بے بسی اور اذیت تلخی میں ڈھل رہی تھی۔

"تم عزت کی بے خوفی سیکھنا چاہتی تھیں لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری موت کے خوف سے آزاد ہونا ہے۔کیونکہ..."سیڑھیوں پر بیٹھے نوجوان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔اس کی کتھئی آنکھوں میں تکان تھی۔

"تمہارا خوف ہمیشہ تمہارے سامنے آئے گا۔"اس کی آواز سرگوشیوں کی مانند تھی۔

زمل کی آنکھیں پھر بھیگنے لگیں۔اس کے خوف کی اس سے زیادہ بدترین مجسم صورت کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔گیلی زکام زدہ سانس اندر کو کھینچتے ہوئے اعصاب کو قابو کرنا چاہا۔

"بے حس انسان۔"وہ بڑبڑائی۔آنسو ابل رہے تھے جنہیں وہ بمشکل پیچھے دھکیل رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

کتنی ہی دیر وہ پاز کا نشان دیکھتی رہی مگر ہمت نہ کر سکی۔ تھک کر لیپ ٹاپ آف کرنا چاہا جب لمحے کے لئے رک گئی۔ متورم آنکھوں میں نا سمجھی اتری۔

فولڈر میں ایک اور ویڈیو بھی تھی جسے وہ نظر انداز کرتی آئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

شوٹنگ کلب میں اترتی شام کے وقت رش نہ ہونے کے برابر تھا۔اس نے جان بوجھ کر وہ لین چنی تھی، جہاں کوئی موجود نہ تھا۔سیاہ جینز پر بھوری جیکٹ پہنے، بریٹا پستول اس کی انگلیوں میں گھوم رہا تھا۔کان میں لگے بلیو ٹوتھ آلے سے نسوانی کھنک دار آواز سماعتوں میں اتر رہی تھی۔ فضا میں وہی دھوکے کی ناگوار مہک تھی۔

"کل تک تمہارا پاسپورٹ پہنچ جائے گا۔" ملائکہ کا لہجہ اکتایا ہوا تھا۔

فریب کار نے اس کا انداز بخوبی محسوس کیا تھا۔

"کیا تم لوگوں کے گرد گھیرا تنگ ہو رہا ہے؟" محظوظ مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔

"تمہیں پرواکرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ چبھتے ہوئے انداز میں بولی۔

"میرا پرواکرنا بنتا ہے، مسز ملائکہ۔ ہم ایک ہی کشتی کے مسافر ہیں۔ سیاہ کار، دھوکے باز، مکار۔ ایک کا ڈوبنا سب کو لے ڈوبے گا۔" اس نے سکون سے کندھے اچکائے۔

"تم اپنے کام پر دھیان دو۔ ایس پی کا اگلا موو کیا ہے؟"

اس کی آنکھوں میں شاطرانہ چمک ابھری۔

"اس کا دماغ ٹھکانے پر ہو گا تو کچھ سوچے گا۔ فی الحال کچھ نہیں کر رہا۔ لیکن مجھے ایک بات نہیں سمجھ آئی۔"

www.novelsclubb.com

"سن رہی ہوں۔" ملائکہ کی بیزار آواز ابھری۔

"تم لوگ وائٹ کالر ہو، کوئی ثبوت نہیں ہے۔ پھر اس طرح چھپ کر بیٹھنے کا مقصد؟"

ملائکہ کے اندر یکدم ہی جیسے کوئی لاوا سا پھٹنے لگا۔

"اصل کھیل میرا تھا۔" پرسکون انداز میں دیوار سے ٹیک لگائے قیدی نے سر کو خم دیا۔

اس نے بمشکل کئی القابات کو زبان تک آنے سے روکا۔ گہری سانس لے کر مشتعل اعصاب کو پرسکون کرنا چاہا۔

"مصلحت کے تحت۔ ہم کوئی رسک نہیں لینا چاہتے۔"

فریب کار نے سر جھٹکا۔

"مجھے علم ہے کہ یہ سچ نہیں ہے مگر خیر، یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ میں نے ویسے ہی پرسوں کی فلائٹ بک کروانے کے بارے میں سوچا ہے۔ میرا باب یہیں بند ہو جائے گا۔" وہ ریلیکس انداز میں کہہ رہا تھا۔

"گڈ لک۔" ملائکہ نے کھٹاک سے موبائل بند کر دیا۔

وہ زیرِ لب مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"لگتا ہے زیان ارتضی اپنا کام کر کے گیا ہے۔" وہ سب سے زیادہ محظوظ لگ رہا تھا یوں جیسے اس گیم کو بے حد انجوائے کر رہا ہو۔

گنگناتے ہوئے اس نے ہاتھ کو اسٹریچ کیا اور بازو لمبا کرتے ہوئے ٹریگر پر انگلی رکھی۔ گہری سانس اندر کو کھینچی، نشانے پر ایک نگاہ ڈالی، اعصاب کو پر سکون کرتے ہوئے دباؤ بڑھا دیا۔

یکے بعد دیگرے فائر ہوئے جو پتلے کی پیشانی، گردن اور دل کے مقام میں پیوست ہو گئے۔ ہیڈ فونز اتارتے ہوئے وہ ہلکا سا مسکرایا۔ پستول پر پھونک ماری اور جیکٹ کی زپ کھینچتے ہوئے پلٹا۔

روشنیوں میں اس کا چہرہ واضح ہوا۔

سپاٹ آنکھیں، جن میں بے رحم سی ٹھنڈک کی جھلک تھی۔ چہرہ ہمیشہ کی طرح بے تاثر تھا۔ کسی پشیمانی کا کوئی احساس نہ تھا۔

وقت تین سال پیچھے بہتا چلا گیا۔ فریب کاری کی سیاہی میں حال ڈوبنے لگا۔

www.novelsclubb.com

اس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔دمے کا اٹیک شدید تر ہوتا جارہا تھا۔بند ہوتی آنکھوں کے پار اس نے کسی کو خود پر جھکتے دیکھا۔ان ہیلر سے سانس کھینچتے ہوئے جیسے وہ دوبارہ زندہ ہوا تھا۔چند گہرے سانس لئے اور آنکھیں کھولیں۔پر کشش کتھئ آنکھوں والا لڑکا کچھ کہہ رہا تھا۔الفاظ گڈمڈ ہو رہے تھے۔اس کا ذہن اندھیروں میں ڈوب گیا۔

اس نے جیکٹ اتاری اور فولڈ کرتے ہوئے قدم باہر کی جانب بڑھا دیئے۔ گرے جو گرز میں اٹھتے ہر قدم میں مضبوطی تھی۔بے لچک اور متعین۔وہ ہنوز زیر لب گنگنا رہا تھا۔

لاؤنج میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔اس نے نگاہیں جھکا کر ٹیبل کے وسط میں رکھے پتھر کے گدھ کو دیکھا پھر سر اٹھایا۔مقابل سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ ہلکا سا مسکرایا۔

””تم مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہو۔““اس کی بھاری آواز دیواروں سے ٹکرا کر لوٹ آئی۔

جھک کر پتھر اٹھاتے ہوئے زیان لمحے کے لئے ٹھٹکا۔اس کے تاثرات بدل گئے تھے۔

"یاشائذ..." باسل احتشام نے بغور اسے دیکھا۔"تمہارے ساتھ ٹرسٹ ایشوز ہیں۔"

سوئمنگ پول سفید روشنیوں میں دمک رہا تھا۔ارد گرد اکا دکا نوجوان گھوم رہے تھے۔کئی ایک نے اس کی طرف ہاتھ ہلایا۔وہ سب کو نظر انداز کرتا شیڈ تلے رکھی کرسیوں میں سے ایک پر آبیٹھا۔موبائل نکالتے ہوئے پاؤں لمبے کر کے ٹیبل پر رکھے۔ذہن میں چلتے سلائیڈ شو کو سر جھٹک کر رفع کرنا چاہا مگر یادوں کے لمحات اپنی مرضی کے مالک ہی ہوتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

دو سال گزر چکے تھے۔وہ دونوں ایک بار پھر آمنے سامنے لاؤنج میں موجود تھے لیکن تکون کا تیسرا سرا ابھی وہاں موجود تھا۔عارب عمران کے سامنے نوے کے زاویے پر بیٹھا تھا۔صوفے پر پیچھے کو ٹیک لگائے زیان کچھ کہہ رہا تھا۔اس کے تلخ ماضی کی کہانی،اغوا کے لمحات،اعتزاز آفندی کے کیس پر کام کرنے کی باتیں۔

"خود کو بچانا سب سے ضروری ہوتا ہے۔" باسل نے سپاٹ انداز میں کہا تھا۔

زیان نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ پر کشش آنکھیں کسی بھی تاثر سے خالی تھیں۔

"اور دل کا کیا؟" بے تاثر سوال۔ "اس مردنی کا کیا جو سب ختم کر چکی ہو؟"

اس آواز کی تاثیر... باسل کا ذہن منتشر ہونے لگا۔

"کیا مسئلہ ہے؟" اس نے اکتا کر موبائل آف کر دیا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر سر کرسی کی پشت سے ٹکا کر جامنی ہوتے آسمان کو دیکھا جو اس کی طرح دھیرے دھیرے سیاہی میں بدل رہا تھا۔

سرمئی رنگ میں ڈوبا اپارٹمنٹ خاموشی سے گول میز کے گرد بیٹھے محارب کو دیکھ رہا تھا۔

"میں شروع کروں گا۔ اگر ان سے ٹکراؤ ہو گیا تو انہیں الجھا کر رکھنے کی کوشش کروں گا۔ لفٹ زیادہ سے زیادہ دو منٹ لے گی۔" لیپ ٹاپ کو دیکھتا ان کا skipper اپنے مخصوص تحکم سے کہہ رہا تھا۔

"تم کیوں شروع کرو گے ؟"فریب کار نے ابرو چکائے۔

"کیونکہ دشمن میرے ہیں،لیڈ میں کر رہا ہوں،پلان میرا ہے۔"

اس نے ذہن سے سب جھٹک کر اپنے شاندار مستقبل پر فوکس کرنا چاہا۔وہ ایک ایسی زندگی حاصل کرنے جارہا تھا جو ہمیشہ سے اس کا خواب تھی۔ایسی زندگی جو...اس کی نگاہ اپنے ہاتھوں پر پڑی۔خون آلود،گاڑھے سرخ مائع میں لتھڑے ہوئے،باسل سپاٹ انداز میں دیکھتا رہا۔

اس کی زندگی اب بھی ویسی ہی تھی جیسی دھوکہ دینے سے قبل تھی۔کچھ نہیں بدلا تھا،بس اس hallucination کا اضافہ ہوا تھا۔باقی سب ٹھیک تھا۔

www.novelsclubb.com

سیاہی مائل اس قید خانے کی فضا روح پر بھاری پڑتی تھی۔دیوار سے ٹیک لگائے،وہ سپاٹ آنکھوں کے ساتھ سامنے کھڑی ملائکہ کو دیکھ رہا تھا۔

"ہماری ٹیم کے نئے اضافے سے ملو۔"

ایک بار پھر ان کی نظریں ٹکرائیں۔زیان ارتضی کی اس ایک نگاہ میں سب کچھ تھا، حقارت، تنفر، کاٹ۔اس نے گردن موڑ لی۔یوں جیسے دوسری نظر ڈالنا گوارا نہ تھا۔کسی گزرے پل کا کوئی احساس نہ تھا۔ایک لمحے کے لئے، بالکل لمحے کے ہزارویں حصے کے لئے باسل احتشام کے اندر احساسِ ندامت جاگا۔مگر پھر مادیت نے سب اپنے اندر جذب کر لیا۔

اس نے گہری سانس لے کر آنکھیں موند لیں۔ایک دفعہ وہ پاکستان سے نکل جائے تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔وہ ہر بوجھ اور ہر آسیب سے آزاد ہو گا۔اڑتالیس گھنٹوں بعد وہ اپنی منزل تک پہنچ جائے گا۔وہ جیسے خود کو تسلی دے رہا تھا۔اس چھٹی حس کو مکمل نظر انداز کرتے ہوئے جو مسلسل کوئی سرخ سگنل دے رہی تھی۔

وہ بھول گیا تھا کہ اڑتالیس گھنٹوں میں لاکھوں لمحے بھی ہوتے ہیں۔

جبکہ بازی پلٹنے کے لئے آدھا پل کافی ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

زمل الجھے ہوئے انداز میں اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔مائعزم نے نہیں بتایا تھا کہ دو ویڈیوز آئی تھیں۔اس میں کیا تھا؟وہی اذیت،وہی تکلیف،وہی زخم...اس نے آنکھیں میچ کر کھولیں اور گہری سانس لیتے ہوئے کلک کر دیا۔

اس سلگتی اذیت کی وہ اب تک عادی نہ ہو سکی تھی...ہر ناسور بنا زخم پھر ادھڑ کر رِسنے لگا تھا۔وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اسکرین کو دیکھے گئی۔

وہ ستون سے بندھا تھا۔سر کے زخم سے پیشانی پر بہتے خون کے سوا،فی الحال چہرے پر کوئی زخم نہ تھا۔البتہ شرٹ کہیں کہیں سے خون آلود ہو رہی تھی۔کتھئی آنکھوں کا ازلی سپاٹ پن حد سے سِوا ہو چکا تھا۔ڈھونڈنے سے بھی کوئی تاثر نہ ملتا تھا۔وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔کیا یہ وہی شخص تھا جس کے ساتھ اس نے اپنی زندگی باندھی تھی؟

پس منظر میں کوئی مشینی سی آواز ابھر رہی تھی۔بھاری آواز والا مرد کچھ کہہ رہا تھا۔زمل کا ذہن جیسے الفاظ کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔وہ بس ساکت پتلیوں سے اسکرین کو

دیکھ رہی تھی۔ٹوٹے بکھرے لفظ سماعتوں میں اتر رہے تھے۔وہ روبوٹک آواز پلان کے فیل ہونے کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

زمل نے زیان ارتضی کی آنکھوں کے سپاٹ پن کو تلخی میں ڈھلتے دیکھا۔

"فریب کاری۔"

خالی ذہن سے اسکرین کو دیکھتی وہ بے اختیار چونکی۔گیلی آنکھوں میں ناسمجھی ابھری۔

"کیوں نہ ایسے مروں کہ تم لوگوں کی خواہشات ادھوری رہ جائیں؟"

یہ...زمل نے مٹھی بھینچی...کیا یہ انسان موت سے obssessed ہے؟نگاہوں میں دبا دبا غصہ امڈ آیا۔

"صبح کا بادشاہ شام کو مجرم ٹھہرے۔ہم نے پل بھر میں نصیبوں کو بدلتے دیکھا ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ لمحے کے لئے رک گئی۔اس کے ارد گرد فضا بھی ساتھ ہی ٹھہر گئی تھی۔ایک بات طے تھی۔وہ زیان ارتضی کو جانتی تھی۔وہ اسے اچھی طرح جانتی تھی۔وہ چونکی ہوئی لگتی تھی۔

"مت بھولو کہ میں اپنے پیچھے ان لوگوں کو چھوڑ کر آیا ہوں جو قبر تک تمہارا پیچھا کریں گے۔"

نہیں زمل، فوکس کرو۔ابھی اس کی کوئی بات نہ سنو۔وہ اپنے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔لب کو بے دردی سے کچلتے ہوئے وہ اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔ذہن میں چلتے خیالات کے ہجوم کو ایک ہی نقطے پر جمع کرنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ ہلکان ہونے لگی تھی۔

"وہ سب...کاغذات، کمپنی کے شئیرز، عہدہ...وہ سب میرے بعد زمل کا ہے۔وہ اس کی سیکیورٹی ہے۔بھول جاؤ کہ میں وہ تم لوگوں کے حوالے کروں گا۔چاہے تم لوگ جو مرضی کر لو۔"

www.novelsclubb.com

یاربّی۔اس نے آنکھیں میچ لیں۔وہ جو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی، آنسوؤں پر اپنا اختیار کھو بیٹھی۔وہ ہمیشہ، اتنی ہی آسانی سے، چند لفظوں کے ساتھ اسے رلا دیتا تھا۔

"کیا میں نے آسان موت مانگی ہے؟"

اس نے دھندلی نگاہوں کے ساتھ اسے تیکھے انداز میں مسکراتے دیکھا۔وہ کیوں اتنا بے حس تھا؟دل پھر کُرلایا تھا۔وجود گھٹن میں ڈوب رہا تھا۔

"میری ایک عرصہ تمہارے خون سے کھیلنے کی خواہش رہی ہے۔" ماسک والے شخص نے جھک کر خنجر اٹھایا۔

www.novelsclubb.com

گولڈن براؤن آنکھوں میں یکدم ہی وحشت امڈ آئی۔وہ جیسے جان گئی کہ آگے کیا ہونا تھا۔اس نے جھٹکے سے ویڈیو روک دی۔چند گہرے سانس لیتے ہوئے خود کو نارمل کرنا چاہا۔دل کٹ کر خون گرا رہا تھا۔اس کی تکلیف کا محض خیال ہی دل لرزا دیتا تھا...اسی کو مجسم صورت دیکھنا، قلب کو نئے سرے سے مار گیا تھا۔

پلکوں سے ٹوٹ کر گرتے قطرے کو سختی سے رگڑتے ہوئے اس نے لب دبایا اور گہری سانس کھینچی۔ بازو میز پر رکھتے ہوئے سر گرا دیا۔ فضا میں چھائی خاموشی گہری ہونے لگی یہاں تک کہ زرد روشنیاں اکتا گئیں۔

کئی لمحے سرک کر ماضی کا حصہ بنے... کئی پل وقت کی دھول میں فنا ہوئے۔ ذہن میں ہوتی جمع تفریق رکی تو زمل نے سر اٹھایا۔ سارے حساب لگا لیے تھے... سودا گھاٹے کا ہرگز نہیں تھا۔ اس کی گلابی متورم آنکھیں خشک ہو چکی تھیں۔

اس کے ارد گرد سب... اسی جاندار خیال کے زیر اثر تبدیل ہو رہا تھا... فضا، وقت کے سُر، روح میں سرایت کرتا احساس، سب۔ دل کی دھڑکن جیسے اپنا ردھم تبدیل کر چکی تھی۔ بالوں کو دونوں ہاتھوں سے جوڑے میں باندھتے ہوئے وہ کرسی دھکیل کر اٹھی۔ آنکھوں میں اب ٹھہراؤ تھا... سنجیدگی تھی اور... ہلکا سا سکون تھا۔ ٹھیک تہہ خانے کے قیدی کی کھُتی آنکھوں کی طرح۔

دل... جو مربوط ہو کر بندھ چکے تھے۔ قلوب... جن کی دھڑکنوں کے ردھم میں وجدان سانسیں لیتا تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اپنا کام کر کے گیا تھا۔ چنگاری سلگا دی تھی...اب اسے بھڑکا کر آگ بنانا، زمل اعظم کے سپرد ہوا۔

وہ چند پل لب دبائے سوچتی رہی پھر موبائل اٹھالیا۔

وہ اس سارے معاملے میں صرف ایک ہی شخص پر بھروسہ کر سکتی تھی۔

"کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟" اس کی آواز میں گہری سنجیدگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

تھانے میں بھانت بھانت کی بولیاں گونج رہی تھیں لیکن ایس پی عارب عمر کے کمرے میں چھایا سناٹا ویسا ہی تھا۔ وہ ماتھے پر کئی بل ڈالے ریسیور کان سے لگائے دوسری جانب کی بات سن رہا تھا۔

"آفندی پچھلے چار دنوں سے اپنے آفس میں بھی نظر نہیں آیا۔ نگرانی کے باوجود مشکوک حرکت نظر نہیں آئی۔" باسل اسی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

''تو کیا اسے آسمان کھا گیا ہے یا زمین نگل گئی ہے؟''اس نے بمشکل خود کو بھڑکنے سے روکا۔کئی زبان تک آئے لفظوں کا گلا گھونٹ دیا۔اس کا چہرہ تمتما رہا تھا۔

باسل نے تحمل سے گہری سانس لی۔

''تھوڑی دیر کے لئے ذرا ٹھنڈے دماغ سے غور کرو گے تو کچھ نہ کچھ مل جائے گا۔''

''میرے پاس یہاں غور کرنے کا وقت نہیں ہے۔آئی جی صاحب کی طرف سے بار بار بلاوے آرہے ہیں کہ کیس کب تک نپٹے گا؟اب فرمان آیا ہے کہ اپنی ٹیم کو لے کر شام تک میرے آفس میں پہنچو۔اب میں راتوں رات اس کو کہاں سے برآمد کروں؟''اس کی پیشانی کے بل گہرے ہوتے جارہے تھے۔

''جو سچ ہے وہ بتادو۔''

www.novelsclubb.com

عارب کا پارہ جیسے آسمان کو چھونے لگا۔ بنا کوئی جواب دیئے ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کا جیسے بس نہیں چل رہا تھا کہ اس دنیا سے ہی نکل جائے۔ غصہ، فرسٹریشن، خود اذیتی سب کسی لاوے کی طرح ابل رہا تھا۔

تھک کر سر ہاتھوں میں گرا دیا۔ کیا کسی کا چلے جانا یوں بے بس کر دیتا ہے؟

موبائل کی بیل اس کی سوچوں میں مخل ہوئی۔ اس نے سر اٹھا کر جلتی بجھتی اسکرین کو دیکھا۔ غیر شناسا نمبر چمک رہا تھا۔ کچھ سوچ کر کال اٹھاتے ہوئے کان سے لگا لیا۔

"کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟" ٹھہری ہوئی لیکن زکام زدہ آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

عارب ذرا سا چونکا۔

www.novelsclubb.com

"کون؟"

"زمل۔"

وہ لمحے کے لئے کچھ نہ کہہ سکا۔ بے اختیار لب کاٹا۔ نجانے کیوں اپنا آپ اس کا مجرم لگا تھا۔

”خیریت؟“ یک لفظی پوچھتے ہوئے اس کا انداز محتاط تھا۔ مفادِ مشترکہ کے موضوع کی طرف جانے سے احتراز برتا۔

”آپ لوگوں کا پلان فیل ہونے کی وجہ دھوکہ دہی تھی؟“ وہ بغیر کسی لگی لپٹی کے پوچھ رہی تھی۔

عارب بے اختیار چونکا۔ یہ کیسا سوال تھا؟

”آپ نے وہ ویڈیوز دیکھی ہیں؟“ سوال برائے سوال۔

”جی۔“ اس کا انداز بے تاثر تھا۔ ”آپ نے جواب نہیں دیا؟“

عارب نے پیشانی مسلی۔ مقابل کے ذہن میں کیا چل رہا تھا، وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ اس نے تین دن بعد اسے کال کیوں کی تھی؟ کال کرتے ہی دوٹوک انداز میں یہ سوال کیوں پوچھا تھا؟ اس کا انداز کیوں عجیب ہو رہا تھا؟

”پلان کے بارے میں ہم صرف ہم پانچوں کو پتہ تھا۔ ہم میں سے کوئی بھی یہ قدم نہیں اٹھا سکتا۔ اسے شائد کوئی غلط فہمی ہوئی تھی۔“

"پانچ؟ آپ، مائعزم اور انابیہ، چوتھا کون ہے؟" وہ لمحے کے لئے چونکی۔

"باسل احتشام۔ آپ نہیں جانتیں؟" اس نے ابرو چکایا۔

زمل نے کاغذ پر نام گھسیٹتے ہوئے تلخی سے سر جھٹکا۔

"بدقسمتی سے آپ کا دوست پروفیشنل زندگی کو پرائیوٹ سے الگ رکھتا تھا۔" وہ لمحے کے لئے رکی۔ "رکھتا ہے۔"

آخر میں بہت دھیرے سے اضافہ کیا جو شائد عارب نہیں سن سکا۔ وہ گولہ پھر حلق میں اٹکنے لگا۔ یہ آنسو اس کی جان چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟

عارب نا سمجھی سے اسے سن رہا تھا۔

"آپ کیا کرنا چاہ رہی ہیں؟"

"آپ کا پلان فریب کاری کی وجہ سے فیل ہوا ہے۔ مجھے کل تک کا وقت دیں، جس نے فریب دیا ہے، میں اسے ڈھونڈ لوں گی۔" ٹھہرے ہوئے انداز میں سلگتی تپش تھی۔

www.novelsclubb.com

”ہولڈ آن۔“ عارب نے اسے روکا۔ ”آپ یہ سب کیوں کر رہی ہیں؟ مجھے تفصیل سے سمجھائیں۔“

زمل بے اختیار رکی۔ خود یقین کرنا بے حد آسان تھا۔ یقین دلانا اتنا ہی کٹھن۔ اس نے آنکھیں میچ کر گہری سانس لی۔ دنیا مانے یا نہ مانے، وہ جانتی تھی اور اسے حقیقت کر کے بھی دکھائے گی۔ اس نے سر جھٹکا۔

”جس نے فریب دیا ہے...“ اس نے خشک ہوتا حلق تر کیا۔ ”وہی ہمیں زیان تک پہنچائے گا۔“

عارب کو لمحے کے لئے اس کے الفاظ سماعتوں کا دھوکا محسوس ہوئے۔ وہ متعجب ہوا تھا۔ مگر ہاں، دل... وہ شدت سے، بری طرح دھڑکا تھا۔

”زیان؟“ سرگوشی میں عجیب سا خوف پنہاں تھا۔

”وہ زندہ ہے۔“

لمحے کے لئے دنیا کا شور پانی کی دبیز لہروں میں ڈوب گیا۔ ہر آواز دم توڑ گئی۔ فقط دل کے دھڑکنے کی آواز تھی جس کے ردھم میں حشر مچ گیا تھا۔ عارب عمر کسی مجسمے کی طرح سن رہ گیا تھا۔ ساکت، صامت، بے یقین۔

کیا الفاظ بھی آبِ حیات کی صورت ہو سکتے ہیں؟ اس نے تعجب سے سوچا تھا۔ اگر نہیں، تو اسے رگوں میں جان سی دوڑتی کیوں محسوس ہوئی تھی؟

طویل ہوتی خاموشی پر زمل نے تھک کر آنکھیں میچ کر کھولیں۔ یقین دلانا واقعی کٹھن ترین تھا مگر نجانے کیوں، دل موہوم سی امید کے زیرِ اثر تھا کہ عارب عمر سمجھے گا، وہ یقین کرے گا، وہ مان جائے گا۔ پتہ نہیں کیوں؟

www.novelsclubb.com

''آپ کیسے کہہ سکتی ہیں؟'' عارب نے دھیرے سے پوچھا۔ وہ ابھی بھی اسی پل کے زیر اثر تھا۔ سانس روک دینے والا، دل دھڑکا دینے والا، بے موت مر جانے کے بعد پھر زندگی والا۔

''میرے پاس ابھی کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہیں۔ میں آپ کو سب بتاؤں گی لیکن...'' وہ لمحے کے لئے رکی۔ ''کیا میں آپ پر بھروسہ کر سکتی ہوں؟''

عارب نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ پیشانی پر نا محسوس انداز میں کئی قطرے چمک رہے تھے۔

"اس سوال کا میرا وہی جواب ہو گا جو سب کا ہوتا ہے لیکن وقت آنے پر ثابت کر دوں گا۔" اس کا لہجہ بے لچک تھا۔ کسی بھی لڑکھڑاہٹ سے پاک، مضبوط۔

زمل نے لب کاٹتے ہوئے گہری سانس لی۔ یہ جوئے کی سی بازی تھی جو اس نے شروع کر لی تھی۔

"تھینک یو۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ اس کے بارے میں کسی کو نہ بتائیں۔ یہ مخفی رہنا چاہیے۔"

عارب نے بہت سے سوالوں کو دبا لیا۔ کہا تو فقط اتنا۔

"او کے، اور کچھ؟"

"کیا آپ نگرانی کروا سکتے ہیں؟" اس نے جیسے جھجک کر پوچھا۔

”ان تینوں کی؟“اس کا انداز پر سکون تھا۔وہ بہت آرام سے،اسپیس دیتے ہوئے اسے ڈیل کر رہا تھا۔

”مجھے مائعزم یاانابیہ پر بالکل بھی شک نہیں ہے،باسل کو میں جانتی نہیں ہوں۔ میں بس...“

”آپ محتاط رہنا چاہ رہی ہیں۔معاملہ نازک ہے، سمجھ سکتا ہوں۔ڈونٹ وری۔“ اس نے نرمی سے کہتے ہوئے جیسے اس کی مشکل آسان کر دی۔

زمل نے گہری سانس لی۔

”کل شام تک دونوں ثبوت آپ کے ٹیبل پر ہوں گے۔“وہ کال کاٹنے والی تھی جب عارب نے بے اختیار پوچھا۔

”آپ کو مجھ پر بھروسہ کیوں ہے؟“وہ جیسے جاننا چاہ رہا تھا۔اس نے سب کو چھوڑ کر اسے ہی کیوں چنا تھا؟

www.novelsclubb.com

زمل تکان سے مسکرائی تھی۔اس کی مسکراہٹ جیسے صدیوں بعد زندہ ہوئی تھی،اس میں تھکن واضح تھی۔

”کیونکہ زیان کو سب سے زیادہ آپ پر بھروسہ ہے۔“آخری لفظ پر زور دیتے ہوئے اس نے جیسے خود کو اور اسے،دونوں کو باور کروایا تھا۔اپنے اندر کی زہریلی آواز کو جتانا چاہا تھا۔

لمحے کے لئے عارب کچھ کہنے کے قابل نہ رہا۔اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ اس کے جملے کو جذب کرے یا آخر میں 'ہے' کو۔اس نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔دل اب بھی اسی بے ہنگم انداز میں دھڑک رہا تھا۔

”آپ مجھے امید دلا رہی ہیں۔“چند لمحوں بعد اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

”حالانکہ مجھے یقین ہے۔“مضبوط لہجے میں کہتے ہوئے زمل نے کال کاٹ دی۔

عارب نے لب کاٹتے ہوئے موبائل کان سے ہٹایا اور کتنی دیر وہ اسکرین دیکھتا رہا۔ ذہن میں جیسے جکڑ چل رہے تھے۔وہ ابھی تک کچھ پروسیس نہیں کر پایا تھا۔وہ کس

بنیاد پر یہ بات کہہ سکتی تھی؟ موبائل سائیڈ پر ڈال دیا۔ آنکھیں بند کر کے سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا۔ ذہن کئی سوچوں کی بیلوں میں جکڑا جا رہا تھا۔

وہ زمل کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ زیان ارتضی نے کبھی بھول کر بھی ان سے اپنی ذاتی زندگی کے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔ جیسا کہ زمل نے کہا تھا، وہ پروفیشنل لائف کو پرائیوٹ سے الگ رکھتا تھا۔ سو کسی بھی نتیجے پر پہنچنا اس کے لئے بہت مشکل تھا۔ لیکن زمل کے انداز میں اتنی مضبوطی اور یقین تھا کہ اس کا ذہن خود بخود ایسا سوچنے لگا تھا۔

یا شائد وہ خود ایسا سوچنا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆

رات قطرہ قطرہ پگھلتی رہی کہ اب دم توڑنے کو تھی۔ دور آسمان کے کنارے سفید ہو کر تاروں کو مایوس کرتے ہوئے مبہم ہو جانے پر مجبور کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں غیر تعمیر شدہ فیکٹری پر وحشت کے سائے دبیز ہو رہے تھے۔ اکھڑے پلستر والی سیڑھیوں کے نیچے بنا سیاہی مائل کمرہ ویسے ہی گھٹن زدہ تھا۔

چھت پر جھولتے زرد بلب مدھم ہو رہے تھے لیکن ان کی روشنی عام نہ تھی۔ سوئیوں کی مانند چبھتی ہوئی، وہ فقط وسط میں میز کو روشن کر رہی تھی۔ گرد و نواح میں چھایا اندھیرا کچھ حد تک متزلزل ہو رہا تھا مگر ابھی بھی ماحول زیادہ واضح نہیں تھا۔

وہ میز کے دائیں جانب، سینے پر بازو لپیٹے بیٹھا تھا۔ کرسی کو پچھلی ٹانگوں پر اٹھائے، وہ مسلسل جو گر کو حرکت دے رہا تھا۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ، اس کا چہرہ زرد پڑتا جا رہا تھا۔ وجود پر پژمردگی چھائی ہوئی تھی لیکن کندھے ویسے ہی تنے ہوئے تھے۔ نگاہیں ڈھیروں چبھن لئے، سامنے ٹہلتے شخص پر جمی تھیں۔

اعتزاز نے چکر کاٹتے قدموں کو روکا، سختی سے آنکھیں میچ کر سلگتے لاوے کو اندر دبایا اور پلٹ کر میز تک آیا۔ اس کی سرخ پڑتی آنکھوں میں طیش کی واضح لکیریں تھیں۔ ہر تاثر تنا ہوا تھا۔ وہ میز پر دونوں ہاتھ رکھے جھکا اور تنفر سے کھنچی آنکھوں کو فوکس میں لیا۔

"تم کیا کر کے آئے تھے؟" چبا چبا کر اس نے اسی پھنکارتے لہجے میں پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

جو گر کی حرکت رکی، لبوں کو ہلکی سی مسکراہٹ چھو گئی۔ رک کر انگلیوں پر کچھ گنا اور پھر ٹیک چھوڑ کر آگے ہوا۔ سر پر جھولتے بلب کی روشنی مزید تیز ہوئی۔ یکدم ہی سر میں ٹیس سی اٹھی تھی جس کی تکلیف اس کے چہرے سے ظاہر نہ ہوئی۔ وہ اب اتنا ہی بے تاثر تھا۔

"آج چھٹا دن ہے۔" آواز میں ٹھہراؤ سا تھا۔ "مجھے تم لوگوں کی قید میں چھ دن ہو چکے ہیں، پھر بھی نہیں جان سکے کہ میں کیا کر کے آیا تھا؟"

اعتزاز آفندی کو اپنے کوئی لاوا سا پھٹتا محسوس ہوا۔ اس شخص کا پر سکون انداز اسے ہمیشہ آگ لگا دیتا تھا۔ وہ طیش سے میز کو ٹھوکر مار کر پیچھے ہوا۔ وہ جیسے خود پر قابو پا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

زیان کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"ہمیشہ جیتنے کا یہی تو نقصان ہے کہ پھر شکست کو جینا نہیں آتا۔"

"اس سے پہلے کہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے مار ڈالوں، سیدھے طریقے سے اگل دو کہ کیا کھیل رچایا تھا؟" وہ دانت پر دانت جمائے غرایا تھا۔ چہرہ غیض کی شدت سے سرخ پڑتا جا رہا تھا۔

"پہلے کیوں نہیں بتایا تھا کہ اصل قیدی میں نہیں، تم لوگ ہو۔" ڈھیٹ... ڈھیٹ الٹرپرو میکس۔ کوئی اس کے ہزار ٹکڑے کرنے کے لئے کف اڑا رہا ہے تو اڑاتا رہے، اس کی بلا سے۔

"میں نے اگر تمہیں یہاں مار کر دفن..."

"Grow up,man"۔" اس نے جیسے ناگواری سے ٹوکا تھا۔ "تمہیں واقعی لگتا ہے کہ یہ مرنے مارنے والی دھمکیاں اب مجھ پر اثر کریں گی؟ میرے مرنے سے قطعی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں بساط بچھا کر آیا ہوں۔ تم لوگوں کا ڈیمج ہو چکا ہے۔ اس لئے کوئی اور گیدڑ بھبھکی تلاش کرو۔"

"اور اگر یہی بساط تم پر الٹ جائے تو؟" اعتزاز زہریلے انداز میں بولا۔ وہ انہی متنفر نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

زیان نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"بساط الٹنے کے لئے مہرہ ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ جبکہ تم آج سے پہلے اتنے بے بس کبھی نہیں ہوئے ہو گے۔"

اعتزاز آفندی کو اعتراف کرنا پڑا کہ وہ درست کہہ رہا تھا۔ وائٹ کالر ہونے کے باوجود پورے شہر میں اس کی تلاش جاری تھی۔ اس کا دامن بے داغ تھا اور اب وہ وانٹڈ لسٹ میں تھا۔ لمحوں میں کھیل کیسے پلٹ گیا، یہی سوال اسے پاگل کر رہا تھا۔ قیدی اسی پر سکون مگر تپا دینے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"تم وائٹ کالر تھے۔ کیس کے اس ایک سال کی کوشش کے باوجود تمہارے خلاف کوئی ثبوت نہیں مل سکا تھا۔ تم ہمیشہ سے ایک قدم آگے تھے۔ لیکن کوئی کتنا بھی شاطر کیوں نہ ہو، کسی نہ کسی مقام پر غلطی ضرور کرتا ہے اور اعتزاز آفندی..." لہجے میں کچھ سلگ کر چٹخا تھا۔ "تمہاری سب سے بڑی غلطی مجھے ٹریپ کرنا تھی۔"

وہ ابرو سکیڑے اسے دیکھتا سن رہا تھا۔اس نے کتھئی آنکھوں میں کئی احساسات دیکھے تھے لیکن اس دفعہ...ان میں عجیب سی ٹھنڈک تھی۔کچھ تھا جو بہت مختلف تھا۔

”یعنی تم جانتے تھے ہم تمہارے لئے تیار ہیں؟“

”The gut feeling never lies۔“اس نے پیچھے کو ٹیک لگالی۔

”مجھے کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا سو میں اپنے حصے کا کام کر کے آیا تھا۔“

جھولتے بلب کی روشنی سوئیوں کی مانند چبھتے ہوئے سر میں اٹھتی تکلیف کو سِوا کر رہی تھی۔پیشانی مسلنے کے لئے اٹھتے ہاتھ کو اس نے کئی بار مٹھی بھینچ کر روکا تھا۔وہ اس شخص کے سامنے کمزور نہیں پڑے گا۔یہ طے تھا۔

”میں اپنے وکیل سے کہہ آیا تھا کہ اگر میں تین دن تک واپس نہ آیا تو ذمہ دار آفندی اینڈ کو ہوں گے۔اس نے پیپرز آؤٹ کر دیئے۔تمہاری تلاش شروع ہوئی۔بد قسمتی یہ کہ وہ جس ایس پی کے پاس گیا ہے،وہ...عارب عمر...ہے۔“اب

کہ ٹھنڈک تحلیل ہوئی اور وہ پر تپش انداز میں مسکرایا تھا۔ راکھ میں سلگتی چنگاری کا سا احساس۔

اعتزازانہی کاٹ دار نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔ گرمی وجود کو جھلسانے لگی تھی۔ سارا کھیل سمجھ آنے لگا تھا۔

"عارب، میرا نام دیکھ کر رتی بھر گنجائش نہیں نکالے گا۔ پورے شہر میں تم لوگوں کی تلاش جاری ہے اور ناکہ بندی کی وجہ سے فرار ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اب یہیں محصور رہو یا باہر نکلو، فرار ہونے کا راستہ تلاش کرو اور پھر دھر لئے جاؤ۔" اس کی آواز مستحکم تھی، لہجے میں ٹھہراؤ۔

"ایک دفعہ اگر تمہارے خلاف انویسٹی گیشن اوپن ہو گئی تو تمہارے سارے کرتوت واضح ہوتے چلے جائیں گے۔ صرف ایک دفعہ تفتیش شروع کرنے کی مار ہو تم، آفندی۔ سب ثبوت مل جائیں گے، سب ثابت ہو جائے گا۔ تمہیں کیا لگا تھا کہ پچھلے تین سالوں کی طرح میں اس دفعہ بھی اتنی آسانی سے تمہارے جال میں پھنس جاؤں گا؟"

اس کی زندگی کے غارت گر کو اپنے الفاظ بھاپ بنتے محسوس ہو رہے تھے۔ معاملے کی سنگینی واضح ہونے لگی تھی۔ وہ واقعی برا پھنسا تھا مگر اپنے دشمن کو جیت کیوں منانے دے؟ اس نے سر جھٹکا۔

"تم بھول رہے ہو کہ شہر کے چپے چپے پر میرے کانٹیکٹس ہیں۔ اگر میں تمہارے دوست کو خرید سکتا ہوں تو ناکہ بندی کو ڈاج دینا کیا مشکل ہے؟"

"اور تمہیں واقعی لگتا ہے کہ تم عارب عمر کو ڈبل کراس کر سکتے ہو؟" وہ یوں مسکرایا تھا جیسے اس کی بیوقوفی پر محظوظ ہوا تھا۔ "اپنے انہی کانٹیکٹس سے ناکہ بندی کی سختی کی خبر بھی لے لو۔ میں نے کہا ناں، میرا نام دیکھ کر وہ رتی بھر گنجائش نہیں نکالے گا۔"

سر میں اٹھتی ٹیسیں، شدید تر ہوتی جا رہی تھیں جس کے اثرات اب چہرے پر آنے لگے تھے مگر وہ ضبط کئے ہوئے تھا۔ وہ اس غارت گر کو مسرور ہونے کا موقع کیوں دے؟

www.novelsclubb.com

”روزِاول سے میں نے تمہیں ایک ہی بات کہی ہے۔“ وہ ٹیک چھوڑ کر آگے ہوا۔ ”میں اپنے پیچھے ان لوگوں کو چھوڑ کر آیا ہوں جو قبر تک تمہارا پیچھا کریں گے۔ ابھی تو گیم شروع ہوئی ہے، ابھی سے گھبرا گئے؟“

اس کے انداز کا طنز، چہرے پر پڑنے والے تھپڑ جیسا تھا جس نے اعتزاز کا فشار کئی گنا بڑھا دیا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے جھکا اور تنفر سے اسے دیکھا۔

”اور جب تم میرے کسی کام نہیں آ سکتے تو تمہیں زندہ رکھنے کا فائدہ کیا ہے؟ مار کر گیم ختم کر دیتے ہیں تاکہ میرے باپ اور بھائی کا انتقام تو پورا ہو۔“

”تو مار دو۔ میں نے روکا ہے؟“

اعتزاز لمحے کے لئے کچھ کہہ نہ سکا۔ وہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھتا رہا۔ کیا بدل گیا تھا اس میں؟ اتنی بے حسی پہلے تو اس کے انداز کا خاصہ نہیں رہی تھی۔ وہ جیسے اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر سر جھٹک کر ترکش کا آخری تیر استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ بھاڑ میں جائیں جنگ میں مردانگی کے اصول۔

"جن کو پیچھے چھوڑ کر آئے ہو وہ قبر تک میرا پیچھا ضرور کریں گے لیکن کیا واقعی وہ عورتیں اپنی حفاظت بھی کر سکتی ہیں؟" انداز بے حد زہریلا اور مکروہ ہو گیا۔ "کیا تم نہیں جانتے کہ تمہاری کمزوری پر ہاتھ ڈالنا کتنا آسان ہے میرے لئے؟ اور تم مجھے یہی راستہ چننے کے لئے مجبور کر رہے ہو۔"

زیان نے اسی سکون سے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ کتھئی آنکھیں اب بھی ہر اشتعال سے پاک تھیں۔ اس کے اندر سلگتا لاوا جیسے منفی درجہ حرارت میں جم چکا تھا۔

"یہی غلطی... بالکل یہی غلطی تم پچھلے تین سالوں سے دہرا رہے ہو۔" انداز بے حد ٹھنڈا تھا۔ زیان ارتضی کا سیگنیچر اسٹائل۔ ٹھنڈا، بے تاثر لہجہ۔

اعتزاز کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"تم نے خود کو خدا سمجھ لیا ہے۔ جب تم چاہو گے کسی کی عزت کی دھجیاں اڑا دو گے اور جب تمہارا دل کرے گا موت کے گھاٹ اتار دو گے۔ تمہیں تصحیح کرنی چاہیے۔ میں زندہ اس لئے ہوں، اعتزاز آفندی کیونکہ تمہاری موت میرے

www.novelsclubb.com

ہاتھوں لکھی ہے۔اب مقصد پورا کئے بغیر تو نہیں مر سکتا۔" آخر میں اس کا انداز آگ لگا دینے والا ہو گیا۔

اعتزاز کے اندر کوئی جوار بھاٹا پکنے لگا مگر آنکھوں میں مصنوعی حیرت در آئی۔وہ پیچھے ہوا۔

"یہاں...اس تاریک کمرے میں... تنہا اور خالی ہاتھ... تم مجھے مارو گے ؟" اس نے نفی میں سر ہلایا۔"جوک اچھا تھا، مگر مجھے ہنسی نہیں آئی۔"

"حالانکہ تمہیں ہنس لینا چاہیے تھا کیونکہ..." کتھئی آنکھوں میں وہی ٹھنڈک لئے، وہ پر تپش انداز میں مسکرایا۔" The last laugh would be mine."

www.novelsclubb.com

اعتزاز کے ابرو اکھٹے ہوئے۔یہ بندہ اس کی سمجھ میں آخر آتا کیوں نہیں تھا؟

"میں نے پہلے بھی کہا تھا،اب بھی کہتا ہوں۔حد سے زیادہ اوور کانفیڈنٹ ہو۔" اس نے طنز سے کہا۔

"اس کی سزا میں بھگت لوں گا، تم اپنی فکر کرو۔"

اعتزاز ابرو بھینچے اسے گھورتا رہا۔ چند پل خاموشی وحشت ناک سناٹے میں اپنا حصہ گھولتی رہی۔

"اب تم آڈیو کے بارے میں جاننا چاہتے ہو؟" طویل ہوتی خاموشی پر زیان نے ابرو چکائی۔

اعتزاز کی گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ نامحسوس انداز میں لب کاٹا۔

زیان نے سمجھ کر سر ہلایا پھر ٹیک چھوڑ کر آگے ہوا۔

"تم درست ہو، وہ میں نے بھیجا تھا۔"

دور کہیں اعتزاز آفندی کا دل ڈوب سا گیا۔ مگر انہی تنے تاثرات کے اس کا چہرہ دیکھا۔

"یعنی وہ اصلی ہے؟"

www.novelsclubb.com

"اگر تمہیں اس کے اصلی ہونے میں شک ہوتا تو تم یہاں نہ ہوتے۔ تم مجھ سے اسی لئے پوچھنے آئے ہو کیونکہ تم جانتے ہو کہ سب اصلی ہے۔"

"وہ کون تھا؟" اعتزاز کو نجانے کیوں اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا۔ اس آڈیو کے بقول، اس کے باپ کو کسی اور نے قتل کیا تھا، زیان ارتضی کے باپ کو پلانٹ کیا گیا تھا۔ وہ ایسا سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔

"کم از کم حسام ارتضی نہیں تھا۔" زیان نے زہر خند لہجے میں کہا۔

اعتزاز لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔

"تم آج تک یہی کہتے ہو کہ تم نے میرے ساتھ جو بھی کیا، وہ صرف طلال آفندی کا انتقام تھا جسے میرے باپ نے قتل کیا۔ ایک اسی وجہ سے تم نے ان تین سالوں کو میرے لئے بدترین بنا دیا۔ تم جو کر سکتے تھے، تم نے سب کیا۔ صرف اس جھوٹے اور بے بنیاد الزام کی وجہ سے۔"

www.novelsclubb.com

درجہ حرارت بڑھنے لگا۔ اندر جما لاوا، اشتعال کی گرمی سے پگھل رہا تھا۔ کنپٹی میں ٹھوکر مارتا درد، نئے سرے سے طیش دلانے لگا تھا۔

اعتزاز سانس روکے اسے سن رہا تھا۔

"جب میں تم سے انجان تھا اور جب میں نے تمہیں جان لیا، میں نے ہمیشہ اس دن کا انتظار کیا ہے جب میں تمہیں تمہاری اصلیت بتاؤں گا۔ یہ سب جسے تم انتقام کہہ کر اپنی تسکین کرتے ہو دراصل کچھ بھی نہیں ہے۔ بے حقیقت، ریت کا ڈھیر، سراب۔" خون فشار بلند ہونے لگا۔ آنکھوں میں لہو رنگ لکیریں اتر رہی تھیں۔

اعتزاز آفندی کو پہلی بار اپنے حلق میں پھندا پڑتا محسوس ہوا۔

"کیا کبھی سوچا ہے کہ تمہاری کمپنی بیس سالوں کی محنت کے باوجود اوپر کیوں نہیں آ سکی؟"

غارت گر کا لمحے کے لئے سانس رک گیا۔ ہر عضو کان بنتا گیا۔

www.novelsclubb.com

"کیونکہ تمہارا ماماں غدار تھا۔"

موت سا سناٹا، وجود پر اترتا ہوا۔ وہ اپنی جگہ شل رہ گیا تھا۔ بہت دور کہیں جو خیال ابھر رہا تھا وہ لفظوں کی صورت میں زیادہ وحشت ناک تھا۔ اس نے بے یقینی سے نفی میں سر ہلایا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں اس بکواس کہانی پر یقین کر لوں گا؟" الفاظ کے برعکس لہجہ اتنا مضبوط نہیں تھا۔ وہ اپنے تاثرات چھپا نہ سکا تھا۔ تیس سال کا دھوکا؟

"اسی بکواس کہانی کو سننے کے لئے اتنا ہمہ تن گوش تھے؟" زیان کا انداز استہزائیہ تھا۔

www.novelsclubb.com

اعتزاز کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔

"کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟" وہ دبا دبا غرایا۔

"کوئی بھی نہیں۔" اس نے سکون سے نفی میں سر ہلایا۔ "کیا تم میرے ماموں زاد لگتے ہو جو میں تمہارے آگے ثبوت پیش کروں؟"

وہ رکا۔آنکھوں میں وہی استہزائیہ سی مسکراہٹ ٹھہر گئی۔اس کا ہر انداز جتاتا ہوا تھا۔

"کچھ یاد آیا مسٹر آفندی؟ایک ہفتہ پہلے تم کسی کو خرید کر اس نہج پر لائے تھے کہ اس نے تین سال کی دوستی کو لات ماردی اور یہ تم نے پہلی بار نہیں کیا لیکن آج..." تنفر آنکھوں میں چھلکا۔"اپنے تیس سالوں کے دھوکے کے سیاہ غم کو مناؤ۔"

کیا یہی مکافاتِ عمل تھا،کیا یہی وقت کا الٹا چکر تھا؟وہ اپنی جگہ گنگ رہ گیا تھا۔قیدی نے اسی سکون سے ٹیک لگائی اور پھر جو گر جھلاتے ہوئے اسی برف انداز میں اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"فی الحال سب سے بڑا ثبوت تمہارا یقین کر لینا ہے جو تمہیں بھڑکا گیا۔بھلے ہی آواز تبدیل شدہ ہے لیکن اپنے رائٹ ہینڈ کے لہجے کو پہچانتے ہو۔"

اعتزاز چند لمحے اسے گھورتا رہا۔سرخ پڑتی آنکھوں میں کاٹ تھی۔

"اس کا سوال کا جواب..." اس نے رک کر خود کو نارمل کیا۔ "دے کر تم نے اپنے زندہ رہنے کی وجہ ختم کر دی ہے۔"

سرد لہجے میں کہتے ہوئے کتھئی آنکھوں میں جھانکا۔

"کل رات آخری ہوگی۔"

"تم اکتائے نہیں زندگی موت کا یہ کھیل کھیلتے ہوئے؟" زیان نے بیزاری سے اسے دیکھا۔ "سیدھے انداز میں مار دینا جب مارنا ہوگا۔ ایک منٹ میں ساٹھ دفعہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"کیا اتنی آسانی سے مار دوں گا؟" پہلی دفعہ اعتزاز مسکرایا۔ وہ ہاتھ ہٹا کر سیدھا ہوا۔

"یہ عمارت metal industry ہے۔ یقیناً ذہین انجینئر اتنا تو جانتا ہوگا کہ یہاں کیا ہوتا ہے؟" اس کا انداز پر تپش ہونے لگا۔ "گو کہ یہ ابھی غیر تعمیر شدہ ہے لیکن ہیٹر فکس ہو چکے ہیں۔"

زیان ویسے ہی بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔

www.novelsclubb.com

"کولڈ اسٹور یج میں اپنے دشمن کو مارنا، کافی پرانا اور اولڈ فیشن آئیڈیا ہے۔" وہ اطلاع دے کر سر کو خم دیتا مڑ گیا۔

دروازہ بند ہونے پر زیان نے سختی سے آنکھیں میچیں اور کرسی سے اٹھ گیا۔ زرد روشنیوں کا ہالہ پیچھے رہ گیا۔ دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے اس نے سر ہاتھوں میں گرا دیا۔ درد برداشت سے باہر ہوتا جا رہا تھا۔ اتنا کہ سانس رکنے لگا تھا۔

مبہم سی یادوں کا وہ ٹکڑا پھر دل کو سلگا گیا تھا۔ وہ ماں کی گود میں سر رکھے، بند آنکھوں کے ساتھ ان کی بات سن رہا تھا۔ وہ اسی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ، محبت بھرے انداز میں اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کچھ کہہ رہی تھیں۔ اٹھتی ٹیسوں کی شدت میں کمی ہونے لگی تھی۔

اسے احساس بھی نہ ہوا اور بند آنکھوں کے کنارے گیلے ہونے لگے۔ کیا اس نے سب کھو دیا تھا؟ وہ نرم سی آغوش، بے انت محبت، بے حد سکون۔

ذہن پر چھائی غنودگی بڑھ رہی تھی جب پیشانی پر نرم انگلیوں کا احساس ہوا۔ یوں جیسے کوئی پھوار سی گری تھی۔ اس نے بے ساختہ بوجھل ہوتی پلکیں جدا کر کے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دیکھا۔ بالوں کو پونی میں باندھے لڑکی، اسی سکون اور نرم انداز میں اس کا سر دبا رہی تھی۔ درد کی شدت میں واضح کمی ہوئی تھی۔

حلق میں جمع ہوتے آنسوؤں کو نیچے اتارتے ہوئے اس نے سر کو دیوار سے ٹکا دیا۔ اسے نے بھی وہی کھویا تھا جو متاعِ جاں تھا۔ نقاہت پھر طاری ہونے لگی تھی مگر ذہن اب بھی کہیں پیچھے الجھا ہوا تھا۔ یکدم کسی خیال کے تحت اس نے آنکھیں کھولیں۔

"وجدان غلط نہیں ہوتا، زیان۔"

اس نے گہری سانس لے کر دو انگلیوں سے کنپٹی دبائی۔ کیا وہ جان پائے گی کہ وہ زندہ تھا؟ جان لے گی تو کیا وہ پاسکے گی جو اس نے اسکے لئے چھوڑا تھا؟ سوال بے شمار تھے اور جواب اتنے ہی مبہم۔

باہر طلوع ہوتی فجر ایک نئے آغاز کو جنم دینے والی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

اس صبح کا سورج عمارتوں کے پیچھے سے بلند ہونے لگا تو اس کی کرنیں شیشے کی کھڑکیوں سے ٹکرائیں۔لاؤنج منور ہوتا گیا۔مائعزم مگ اٹھائے کچن سے نکل رہی تھی جب ٹھٹک کر رکی۔

"زمل۔"اس نے بے اختیار پکارا۔

سیڑھیاں چڑھتے اس کے قدم تھم گئے۔زمل نے ریلنگ تھامے پلٹ کر دیکھا۔سوالیہ ابرو چکائے۔بالوں کو جوڑے میں باندھے اس کا چہرہ ہنوز ویسا ہی زرد تھا لیکن اب آنکھوں میں کچھ مختلف نظر آتا تھا۔کچھ ایسا جو محسوس نہیں ہوتا تھا لیکن احساس دلا جاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ناشتہ نہیں کرنا؟"

"بھوک نہیں ہے۔کچھ دیر تک کرلوں گی۔" بے دلی سے کہتے ہوئے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

مائعزم پر سوچ انداز میں اسے جاتے دیکھتی رہی۔ وہ جو کر رہی تھی، اس کے بارے میں ان میں سے کسی کو علم نہیں تھا۔ وہ اسے وقت دے رہے تھے مگر اب کچھ مختلف محسوس ہونے لگا تھا۔ کیا انہوں نے غلطی کر دی تھی؟

اسٹڈی ویسے ہی پرسکون لیکن نیم اندھیر تھی۔ زمل دروازہ بند کرتے ہوئے کھڑکیوں تک آئی اور ڈوری کھینچی۔ بلائینڈز اوپر کورول ہوتے گئے۔ پل بھر میں سب سنہری سی روشنی میں دمک اٹھا۔

وہ چند لمحے شیشے کی کھڑکی کے آگے کھڑی نیچے سبز لان کو دیکھتی رہی پھر آنکھیں رگڑتے ہوئے ٹیبل تک آئی اور لیپ ٹاپ روشن کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

''تم پھر وہی کرنے لگی ہو؟'' عقب سے وہی کمزور اور اداس آواز ابھری۔

زمل نظر انداز کر کے اپنے کام میں مصروف رہی۔ اس کے پاس اتنا فالتو وقت نہیں تھا کہ اپنے اندر کی اس زہریلی آواز کو دبانے میں صرف کرتی۔

''تم آخر میں ٹوٹ جاؤ گی۔'' اس نے جیسے تنبیہ کرتے ہوئے پکارا تھا۔

زمل کے ہاتھ رکے۔اس نے پلٹ کر دیکھا۔وہ کمزور اور بے بس لڑکی کھڑکی کے پاس بیٹھی یاسیت سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔آنکھوں میں سراسیمگی تھی۔

”سلامت تو اب بھی نہیں ہوں۔“زمل کا انداز تلخ تھا۔

لڑکی ہلکا سا مسکرائی۔

”تم مجھ جیسی ہوتی جا رہی ہو۔ناامید،مایوس اور تلخ۔اچھا لگا۔“اس نے جیسے سراہا۔

زمل کے حلق میں کوئی پھندا سا پڑا۔تین سالوں کی محنت کے بعد وہ پھر اسی دلدل میں اتر رہی تھی۔آنسوؤں کو پیتے ہوئے وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھی۔دل پر جو بیت رہی تھی،وہ بیانِ نوحہ پھر کبھی سہی۔اس کا لمحہ لمحہ قیمتی تھا۔

www.novelsclubb.com

”تم خود کو اذیت کیوں دے رہی ہو؟تم یہ نہیں کر پاؤ گی۔“لڑکی بے چینی سے پکاری۔

زمل نے گہری سانس لیتے ہوئے ویڈیو کھولی۔وہ اس خاردار آواز کو نظرانداز کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہ زندہ نہیں ہے۔ تمہیں یقین کیوں نہیں آرہا؟" وہ زچ ہو کر بولی۔

"نگاہیں انعام پر رکھیں۔ پھر جو احساس ابھرے، اس پر جان لگادیں۔ صلہ مل جائے گا۔" دور کہیں، ماضی کے کسی دبیز پردے سے اس کے باپ کی پر سکون آواز آزاد ہوئی تھی۔

زمل نے گیلی ہوتی آنکھوں کو بند کر لیا۔ آنسو خاموشی سے پلکوں سے ٹوٹ کر لڑھک گیا۔ ذہن کہیں بہت پیچھے بہنے لگا۔ مکمل لمحے، رفاقت کا جاندار احساس۔

اوپن کچن میں مہک پھیلی ہوئی تھی۔ کڑوی سی خوشبو جس نے زیان ارتضیٰ کا سارا موڈ خراب کر دیا تھا۔ وہ بگڑے تاثرات کے ساتھ کافی میکر کا بٹن دبا رہا تھا۔ ساتھ کچھ بڑبڑا بھی رہا تھا جو زمل کی سماعتوں تک نہیں پہنچ رہا تھا۔

اس نے دلچسپی سے اس کے تنے تاثرات دیکھے پھر مسکراہٹ دباتے ہوئے آگے جھک کر دیکھا۔ ساس پین میں بھورا پانی ابل رہا تھا۔

"یو شیور کہ گھوے کا پاؤڈر دو چمچ ڈالا ہے؟" وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

زیان نے ٹھک سے مگ کاؤنٹر پر رکھا اور اس کی طرف گھوما۔ ماتھے پر پڑے بل واضح تھے۔ اسی معصومیت کے ساتھ ممی پر جادو کر رکھا ہے اس نے۔ وہ صرف سوچ سکا۔

"کہتی ہو تو پورا مرتبان الٹ دیتا ہوں۔"

"ضرورت نہیں ہے۔" کاؤنٹر سے ٹیک لگائے وہ بمشکل، امڈتی مسکراہٹ کو دبا رہی تھی۔ یہ بندہ... اف۔ دل میں گدگدی ہو رہی تھی۔

وہ اب بڑبڑاتے ہوئے بھوری دھار مگ میں انڈیل رہا تھا۔ بھاپ اس کے چہرے سے ٹکرائی تو زاویئے مزید بگڑ گئے۔ کوئی کیسے اتنی کڑواہٹ اپنے اندر انڈیل سکتا ہے؟ زمل نے کھنکھار کر بمشکل ہنسی روکی۔ کچھ بعید نہیں تھا کہ اسکا پارہ مزید چڑھ جاتا۔ زیان نے پلٹ کر اسی خفگی سے اسے دیکھا۔ اس کے یوں دیکھنے پر مصنوعی سنجیدگی سے سر ہلایا۔

"میرے بڑے ٹھیک کہتے ہیں۔"

''اور کیا فرماتے ہیں؟'' لازماً توپوں کا رخ اسی کی طرف ہوگا۔

''ابو کہتے ہیں کہ تمہارے نخرے بہت زیادہ ہیں۔'' اس نے چہرہ جھکا کر گھوے کی کڑوی مہک اندر اتاری۔

زیان نے اپنا مگ اٹھاتے ہوئے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا۔ آنکھوں کی خفگی سِوا ہوئی۔

''تمہارے ہی والد ہیں۔ جو اس کڑوے کسیلے مشروب کو نہ پیئے وہ بدذوق ہوتا ہے یا نخریلا۔ بندے کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی؟''

وہ جس طرح خفگی سے کہہ رہا تھا... زمل ہنستی چلی گئی... یاربّی۔

www.novelsclubb.com

''میں جارہا ہوں۔'' وہ اپنا مگ اٹھائے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ تاثرات ہنوز بگڑے ہوئے تھے۔

"اچھا بات تو سنو۔" زمل تیزی سے اس کے سامنے آئی۔ نچلے لب کو دانت سے دبائے بمشکل مسکراہٹ ضبط کر رہی تھی۔ "تم نے پوچھا نہیں کہ میری ساس نے کیا کہا۔"

"ظاہر ہے کہ میرے بارے میں ہی کچھ کہا ہوگا۔ تم تو ویسے بھی فیورٹ ہو۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے سر جھٹکا۔

چمکتی آنکھوں کے ساتھ زمل کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور پھر ایڑیاں ذرا اونچی کر کے اس کی خفا سی آنکھوں میں جھانکا۔

"وہ کہتی ہیں کہ تم غصے میں کیوٹ لگتے ہو، اور میں مکمل اتفاق کرتی ہوں۔"

زیان کو جیسے توقع نہیں تھی۔ اس نے تعجب سے اسے دیکھا پھر بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ اس لڑکی کے انداز کا عادی کبھی نہیں ہو سکا تھا۔ خفگی لمحے میں تحلیل ہو گئی۔

اس روشن اسٹڈی میں زمل اعظم نے آنکھیں کھولیں۔ ہاتھ کی پشت سے سختی سے گال رگڑا۔

www.novelsclubb.com

گھوے کا وہ مگ اس کا انعام تھا جو اسے حاصل کرنا تھا۔اس مسکراہٹ کو حاصل کرنا تھا،ان لمحات میں جینا تھا۔اس کے لئے جو بھی قربانی دینی پڑے،وہ دے گی۔

کوئی جاندار سا احساس تھا جو رگوں میں دوڑتے ہوئے ہمت کو جوان کر گیا۔

زمل نے پلٹ کر دیکھا۔وہ لڑکی اب کہیں نہیں تھی۔لب کو دباتے ہوئے اس نے آنکھیں میچ کر گہری سانس لی اور ٹچ پیڈ کو چھوا۔ویڈیو چلنے لگی۔

گھڑی کی ٹک ٹک گونجتی رہی۔دل منجدھار میں ڈوبتا رہا۔ایک حشر سا اندر برپا رہا۔ایک بار،دو بار،تین بار اور پھر بار بار اس نے وہ ویڈیو دیکھی۔فائر ہونے سے لے کر موت تک۔اس نے ایک ایک سیکنڈ دیکھا۔

www.novelsclubb.com

وہیں اسی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے جسم سن ہونے لگا۔بالآخر اس نے وہ ویڈیو روک دی۔سرخ جلتی آنکھوں کو مسلا۔گردن موڑ کر کھڑکیوں کے پار نیلے آسمان کو دیکھا۔نگاہوں میں بہت سا شکوہ امڈ آیا۔

"اٹس ٹو مچ،اللہ۔"وہ آہستگی سے گلہ آمیز آواز میں بڑبڑائی۔

کیا تم نے غور کیا؟

اس کے آنسو خشک ہو چکے تھے۔

موبائل اٹھاتے ہوئے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ گھنٹیاں جاتی رہیں۔

"السلام علیکم۔" عارب کی سنجیدہ آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

"وعلیکم السلام۔ آپ فری ہیں؟"

"جی۔ کہیے، سن رہا ہوں۔" عارب نے سر اٹھا کر اپنے اسسٹنٹ کو شکل گم کرنے کا اشارہ کیا۔ وہ فائلوں کا پلندہ ہاتھ میں لئے ہونق سا اسے دیکھ کر رہ گیا۔ پھر گھورنے پر جلدی جلدی سیلیوٹ کرتا مڑ گیا۔

www.novelsclubb.com

عارب نے پیچھے کو ٹیک لگائی۔ دوسری جانب زمل کہہ رہی تھی۔

"میں نے ثبوت ڈھونڈ لیا ہے۔" اس کا انداز تکان زدہ تھا۔ کسی مسافر کی طرح، جس کی ہمت تھکا دینے والے طویل سفر نے نچوڑ لی ہو۔

عارب کے ابرو اکھٹے ہوئے۔ نامحسوس انداز میں مٹھی بھنچ گئی۔

"کون سے ثبوت؟"

"ویڈیو ایڈٹ شدہ ہے۔ایک مخصوص حصے تک ویڈیو کو ایڈٹ کر دیا گیا ہے۔"

"آپ شیور ہیں؟" نا سمجھی سے پوچھتے ہوئے اس نے لیپ ٹاپ کھسکایا اور فولڈر کھولنے لگا۔

"سو فیصد۔یہ میرا گراؤنڈ ہے۔میں ویڈیو کے اصل کو پہچان سکتی ہوں۔آپ کسی ماہر سے تصدیق بھی کروا لیجئے گا۔" اس کا مضبوط انداز بے لچک تھا۔

"او کے؟" وہ ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔

"پوری ویڈیو کو بغور میوٹ کر کے دیکھیں۔زیان کے چہرے پر فوکس کریں۔" وہ گہری سانس لے کر جیسے سمجھانے لگی۔"فائر سے پہلے تک ویڈیو اصلی ہے۔"

عارب ابرو سکیڑے،آنکھیں چھوٹی کیئے دیکھ رہا تھا۔چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

"فائر ہونے کے بعد، ویڈیو کی کوالٹی بدل چکی ہے۔ بہت باریک فرق ہے، اتنی جلدی واضح نہیں ہو گا۔ لیکن اگر آپ غور کریں تو blurry view ملے گا۔ خاص طور پر چہرہ دھندلا سا جاتا ہے۔"

"مجھے دس منٹ دیں۔" اس نے عجلت سے کہا۔

"شیور۔" زمل نے کال کاٹتے ہوئے موبائل سائیڈ پر رکھا اور تکان سے پیشانی مسلی۔ ابھی اسے فریب کار کے بارے میں جاننا تھا۔

"ٹھیک ہے، مان لیا کہ وہ زندہ ہے مگر کیا وہ اب تک زندہ ہو گا؟"

زمل نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔ نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ وہ لڑکی مقابل کرسی پر بیٹھی پاؤں جھلاتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ شائد زمل کو زندگی میں اتنی نفرت کسی سے نہ ہوئی ہو جتنی اپنے اندر کی اس آواز سے ہو رہی تھی۔

"ہاں۔" سپاٹ انداز میں کہتے ہوئے اس نے کاغذ اپنی طرف کھسکا لئے۔

"اتنا یقین کیوں ہے؟"

چند لمحے دبیز خاموشی چھائی رہی۔ زمل ویسے ہی کاغذ پر لکھے جملوں کو دیکھتی رہی پھر کندھے اچکائے۔

"وجدان۔"

سرگوشی میں عجیب سا سکون تھا جو کئی لمحوں کی تمازت کو بھڑکا گیا۔ اس کا دل پھر اسی ردھم میں شدت سے دھڑکا تھا۔

"یہ کوئی لوجیکل بات..."

"لاجک کی پروا بھی کسے ہے؟" وہ اسی سپاٹ انداز میں کہتے ہوئے لکیریں کھینچ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

لڑکی نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"تم نے کہا کہ میں تمہارے جیسی بن رہی ہوں۔ لیکن ایک فرق بھی تھا جو شائد تم بتانا بھول گئیں۔" زمل نے بے تاثر لہجے میں کہتے ہوئے نگاہیں اٹھائیں۔

"تم نے اپنی بہنوں کے لئے ہمت کی تھی اور میں نے..." اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ "میں نے اپنی زندگی جینے کے لئے دوبارہ ہمت کی ہے۔ میں اور تم برابر نہیں ہیں۔"

کھڑکیوں کے پار سورج بلند ہونے لگا۔ حدت میں کئی لمحے خاموشی سے پگھل چکے تھے جب موبائل کی گھنٹی بجی۔ اس کا دل عجیب سے انداز میں دھڑکا۔ کیا اس نے یقین کر لیا؟ بے ہنگم ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اس نے لب کاٹتے ہوئے موبائل اٹھایا۔

دوسری جانب چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔ سانسیں مدغم ہوتی رہیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے، زمل؟" شدتِ ضبط سے عارب کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔ اس کا جمود، امید کے ایک ہی کاری وار سے ٹوٹ گیا تھا۔ دل آزاد ہوا تھا یا بھاری؟ وہ سمجھ نہ سکا تھا۔

"یہی ہوا ہے۔"

www.novelsclubb.com

عارب نے تکان سے آنکھیں رگڑیں۔ وہ کچھ کہنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ یہ موہوم سی امید، زندگی جینے کا سامان کر گئی تھی۔

"یہ سارا کھیل انہوں نے اسی لئے رچا ہے کیونکہ وہ ہمارا دھیان بھٹکانا چاہتے ہیں۔ اگر انہوں نے اسے مارنا ہوتا تو پہلے مار دیتے۔ یہ کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔" زمل کو علم بھی نہیں ہوا اور اس کی آواز میں نمی اترنے لگی۔ قطرہ خاموشی سے لڑھک گیا۔

عارب کو حلق میں پھندا پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے بدقت گولہ نگلا۔

"اب اسے کیسے ڈھونڈیں گے؟"

"جس نے دھوکہ دیا ہے وہی ہمیں اس تک پہنچائے گا۔ آپ نگرانی کروا رہے ہیں؟"

"جی، فی الحال سب نارمل ہے۔"

www.novelsclubb.com

"صحیح۔ صرف اس فریب کار کو پہچاننے کا کام ہے پھر ہم چند گھنٹوں میں زیان تک پہنچ جائیں گے۔" وہ حقیقت تھی یا کوئی خواب؟ اسے اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔

عارب پوچھ نہ سکا کہ وہ اتنی پر یقین کیسے ہے؟ لیکن وہ کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا تھا جس سے اس کی امید بکھر جائے۔ ان میں سے کوئی ہمت کر رہا تھا تو باقیوں پر لازم تھا کہ وہ اس کے ہم قدم بنتے۔

زمل نے بنا کچھ کہے کال کاٹ دی اور ایک نگاہ کاغذوں پر ڈالی۔

زیان ارتضی نے ہنٹ رکھی تھی، اشارہ دیا تھا۔ اسے وہی تلاش کرنا تھا۔

www.novelsclubb.com

صبح آہستہ آہستہ باسی ہونے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

غیر تعمیر شدہ فیکٹری میں ہولناک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ دوسری منزل کے کمرے میں مدھم بتیاں روشن تھیں۔ اعتزاز انگلیوں میں بلیڈ گھماتے ہوئے اضطرابی انداز میں

ٹہل رہا تھا۔جی بھر کر ارتضی پر تاؤ آرہا تھا جس کی وجہ سے وہ بھی یہاں محصور ہو گیا تھا۔

"جسے انتقام کہہ کر تم اپنی تسکین کرتے ہو، دراصل کچھ بھی نہیں ہے۔ بے حقیقت، ریت کا ڈھیر، سراب۔"

آواز دیواروں سے ٹکرا کر یوں لوٹ آئی کہ دور تک باز گشت سنائی دی۔اعتزاز نے ضبط سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔وہ تھک کر میٹرس پر بیٹھا۔نگاہیں بلیڈ کی چمکتی دھار پر جمی تھیں۔

کیا اب تک واقعی اس کا کھیل سراب پر مبنی تھا؟اس کے انتقام کی کوئی حقیقت نہ تھی؟ Irtezas بے قصور تھے؟

لمحے کے لئے اس کا دل خالی ہو گیا۔زیان ارتضی کو نقصان پہنچانے سے اس کے باپ نے منع کیا تھا۔انتقام کے اس بے بنیاد کھیل کے بعد وہ کیسے اپنے باپ کا سامنا کرے گا؟

www.novelsclubb.com

"تمہارا اماں غدار تھا۔"

کوئی جوار بھاٹا اس کے اندر پکنے لگا۔ خون کا فشار بلند ہو رہا تھا۔ اس نے اتنے سال دھوکے کی نظر کر دیئے تھے۔

وہ ابتہاج درانی جس کی ہر بات پر اس نے آنکھیں بند کر کے یقین کیا تھا، وہ آج تک اس کی آنکھوں میں کیسے دھول جھونکتا آیا تھا؟

احساسِ استحصال، تذلیل پر بھاری پڑ رہا تھا۔

اس نے موبائل اٹھایا۔ فضا میں ارتعاش سا پیدا ہوا۔ سرخ پڑتی آنکھوں میں طیش تھا۔ گھنٹیاں جاتی رہیں۔

www.novelsclubb.com

مگر ابتہاج درانی نے کال نہ اٹھائی۔

اس کا پارہ آسمانوں کو چھونے لگا۔ چند لمحے خاموشی سے پگھل گئے۔ گہری سانس لے کر خود کو نارمل کرنا چاہا۔ بلیڈ کی نوک کو کلائی پر رکھ زخم بنانے لگا۔ فرسٹریشن کم ہونے لگی۔ خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔

موبائل بجنے لگا۔وہ نظر انداز کئے اپنے مشغلے میں مشغول رہا تھا۔جب کال کٹنے والی تھی تو سوائپ کرتے ہوئے اسپیکر پر لے لیا۔

"سر۔"

اعتزاز نے ٹشو کھینچا۔کلائی سے قطرے ویسے ہی رس رہے تھے۔

"سر وہ ابتہاج..." چیف آف سٹاف کی آواز میں بے چینی تھی۔

"آج کی صدی میں بات مکمل ہو جائے گی؟" خون صاف کرتے ہوئے اس کا انداز سپاٹ تھا۔

"سر،ابتہاج پچھلے چوبیس گھنٹوں سے غائب ہے۔"

اس کا ہاتھ رکا۔سر اٹھا کر چند لمحے بات کو پروسیس کیا۔چہرہ غیض سے سرخ پڑنے لگا۔

"یہ کیا بکواس ہے؟ کہاں جا سکتا ہے؟" اس نے بمشکل خود کو چیخنے سے روکا۔ سناٹے میں آواز دور تک جاتی۔

"وہ گھر نہیں آیا۔" آواز کانپی۔

"لعنت ہے تم سب پر۔" وہ دبی دبی آواز میں غرایا تھا۔"شام تک، صرف شام تک کا وقت ہے تمہارے پاس۔اس کی لوکیشن ٹریس کرو اور اسے ڈھونڈ کر میرے سامنے لاؤ ورنہ تیار رہنا۔"

چبا چبا کر کہتے ہوئے اس نے زور سے بٹن دبا کر کال کاٹ دی۔شدید لاوا تھا جو اندر ابل رہا تھا۔اس نے موبائل اٹھا کر دیوار پر دے مارا۔

اس کی تلاش بھی تو شہر میں جاری تھی،وہ بھی مطلوب تھا پھر وہ کہاں چلا گیا؟

سوچ سوچ کر اس کا دماغ پھٹنے لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

باسی ہوئی صبح دوپہر میں ڈھل رہی تھی۔بمشکل چند نوالے زہر مار کر وہ پھر اسٹڈی میں موجود تھی۔گول میز پر کاغذ بکھرے تھے۔لیپ ٹاپ کی اسکرین روشن تھی۔زمل پژمردہ چہرے کے ساتھ کوئی کاغذ دیکھتی ٹہل رہی تھی۔پاؤں شل

ہونے لگے تھے لیکن کوئی سراغ ہاتھ نہیں لگ رہا تھا۔ بے بسی کا حساس غصہ دلانے لگا تھا۔

"کام ڈاؤن۔" وہ گہری سانس لیتے ہوئے بڑبڑائی۔ "کسی نہ کسی جملے میں کوئی نہ کوئی سراغ چھپا ہوگا۔"

وہ زیر لب کہتی کاغذ پر نظریں دوڑا رہی تھی۔ آنکھیں بند کر کے چند لمحے کچھ سوچا پھر لیپ ٹاپ کی طرف آئی۔ جھک کر ویڈیو کو پلے کیا۔

بغور تاثرات دیکھتے ہوئے وہ زیان ارتضی کے جملوں پر غور کر رہی تھی۔ لفظوں کی ادائیگی اور لہجے پر۔ سب نارمل تھا، معمول کے مطابق۔ وہ الجھ گئی۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی ہنٹ نہ چھوڑی ہو؟ اس کی آنکھوں میں پریشانی امڈنے لگی۔ لب کاٹتے ہوئے ویڈیو کو ری پلے کیا۔

"وہ سب حاصل کرنے کے بعد بھی تم نے مجھے مار دینا ہے تو کیوں نہ ایسے مروں کہ تم لوگوں کی خواہشات ادھوری رہ جائیں؟"

www.novelsclubb.com

زمل آنکھیں سکیڑے دیکھ رہی تھی۔

"اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ ہم اتنی آسانی سے اپنی خواہش کو ادھورا رہنے دیں گے؟" مشینی آواز میں طنز تھا۔

زیان ہلکا سا مسکرایا تھا۔ پر تپش، انگارہ مسکراہٹ۔

"صبح کا بادشاہ شام کو مجرم ٹھہرے۔ ہم نے پل میں نصیبوں کو بدلتے دیکھا ہے۔"

زمل نے بے اختیار ویڈیو روکی۔ یہاں آکر وہ کیوں ہمیشہ الجھ جاتی تھی؟ جتنا خشک زیان ارتضی کا مزاج تھا اور جتنا وہ اسے جانتی تھی، وہ شاعری سے شغف رکھنے والا نہیں تھا۔ مزید... وہ سوچتے ہوئے لمحے کے لئے ٹھٹکی۔ ذہن کو کوئی خیال برق بن کر چھو گیا۔ تیزی سے جھک کر چند لفظ گھسیٹے۔

"صبح کا بادشاہ شام کو مجرم ٹھہرے۔ ہم نے پل میں نصیبوں کو بدلتے دیکھا ہے۔"

وہ لکھتے ہوئے زیر لب بڑبڑا رہی تھی۔ سیدھے ہوئے ایک نگاہ پھر فقروں پر ڈالی۔

"تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ ہنٹ اس شعر میں چھپی ہے؟" زرد چہرے والی کم عمر لڑکی قدم قدم چلتی اس کے پیچھے آ کھڑی ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں دباد با غصہ تھا۔

زمل اس سب میں پہلی دفعہ اپنے اندر کی اس زہریلی آواز پر ہلکا سا مسکرائی۔ اسے اس سوال نے محظوظ کیا تھا۔

"ایک، یہاں شعر کہنے کی کوئی وجہ نہیں نظر آتی۔ دو، اس کے تاثرات کو میں پڑھ سکتی ہوں جو کہ عام نہیں ہیں اور تین..." وہ لمحے کے لئے رکی۔ "فریب کار جو بھی تھا، لازما زیان کے لئے اہم مقام رکھتا ہو گا لیکن پھر دھوکا دینے کے بعد اس کا مجرم بن گیا۔ ان کا پلان فیل ہونے کی وجہ دھوکا دہی تھی۔ فریب وہ کھیل ہے جس نے پل میں ہماری کہانی بدل دی۔"

اس نے سر اٹھا کر مقابل کو دیکھا۔ آنکھوں میں جتاتا ہوا تاثر تھا۔

"اس ایک شعر میں سب کچھ چھپا ہے۔"

www.novelsclubb.com

زرد چہرے والی لڑکی بے بسی بھرے غصے سے اسے دیکھے گئی۔وہ کیوں پھر اتنی پر امید ہونے لگی تھی؟

زمل اس سے بے نیاز آنکھیں سکیڑے کچھ سوچ رہی تھی۔

"صبح کا بادشاہ شام کو..." وہ زیرِ لب دہراتے ہوئے رکی۔آنکھوں میں چونکنے والا تاثر ابھرا۔تیزی سے کاغذ کھسکایا اور سب سے اوپر چمکتے نام کو پڑھا۔

"مجھے انابیہ اور مائزم پر بالکل بھی شک نہیں ہے۔باسل کو میں جانتی نہیں ہوں۔"

باسل احتشام۔شائد اسے ان میں سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ضروری تو نہیں کہ شام اور احتشام کی مماثلت کوئی ہنٹ ہو۔ایک بیوقوف سا اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔" کم عمر زمل نے پھر ٹانگ اڑائی۔وہ اسے ہر قیمت پر روکنا چاہتی تھی۔

"بس یہیں تک تمہارا ذہن پہنچ سکا؟" اس نے سر اٹھا کر مایوسی سے اسے دیکھا پھر نفی میں سر ہلایا۔ "شام کے علاوہ کچھ اور بھی ہے۔"

"کیا؟" وہ الجھی۔

"بادشاہ۔" زمل کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ کیا آنٹی کا نکما بیٹا، اتنا سمارٹ تھا؟ اسے تو پتہ ہی نہیں تھا۔

صدیوں بعد، خزاں کے لمحوں کے بیت جانے کے بعد، نیا احساس جی اٹھنے کے بعد وہ دل سے مسکرائی تھی۔ کوئی جان تھی جو رگوں میں دوڑتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ قریب تھی... بے حد قریب۔

www.novelsclubb.com

"مطلب؟" وہ ابھی بھی نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

زمل اسی انداز میں مسکراتے ہوئے اٹھی اور شیلف کی طرف بڑھ گئی۔

"شائد ہم نے اسے underestimate کیا تھا۔" متلاشی انداز میں انگلی کتابوں کے عنوانات پر سفر کر رہی تھی۔ ایک جگہ وہ رکی۔ مسکراہٹ گہری ہوئی۔ کتاب کھینچ کر نکال لی۔ گرد کو پھونک مار کر اڑاتے ہوئے وہ پلٹی۔

لڑکی ابھی تک ابرو سکیڑے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کے انداز میں ناگواری تھی۔

زمل کتاب کے صفحے پلٹاتے ہوئے آگے آئی اور کرسی کھینچ کر بیٹھی۔ آنکھیں جھکائے وہ زیر لب مسکراتے ہوئے پڑھ رہی تھی۔ گردش خون کی تیزی کی وجہ سے چہرہ گلابی پڑنے لگا۔ لڑکی اس کے تاثرات دیکھتے ہوئے آگے ہوئی اور جھک کر دیکھا۔ ابرو اکھٹے ہوئے۔

"Byzantine Empire?" اس نے زمل کو یوں دیکھا جیسے اس کا دماغ چل گیا ہو۔

زمل اعظم نے سر اٹھایا اور پھر اسی ہلکی مگر زندہ دل مسکراہٹ کے ساتھ، مضبوطی سے سر کو خم دیا۔

”Byzantine Empire میں ایک اہم کردار اس بادشاہ کا تھا جو Mecedonian dynasty کا حصہ تھا۔اس کا دور کافی کامیاب رہا تھا اور اسی نے خلافتِ فاطمیہ کے خلاف تحریک شروع کی تھی۔وہ تاریخ کا اہم مگر کچھ پراسرار کردار ہے۔“

”اوکے۔“وہ ابھی بھی مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

”اس بادشاہ کا نام باسل تھا۔“

لمحے کے لئے گردونواح میں سناٹا سا چھا گیا۔زمل نے تکان سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔یکدم ہی کوئی تکلیف سی اندر اُمڈنے لگی تھی۔

”فریب کاری۔“یک لفظی جواب دیتے ہوئے زیان ارتضیٰ کا انداز سپاٹ تھا مگر وہ اس کی آنکھوں میں سلگتا زخمی تاثر پہچان سکتی تھی۔وہ ایک بار پھر وہیں سے آزمایا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے سر جھٹک دیا۔ ایک دفعہ وہ اسے ڈھونڈ لے، دل کے زخم تو تاعمر رسنے والے تھے۔

"آر یو شیور؟" اب کہ لڑکی کی نگاہوں میں تذبذب امڈ آیا۔

"پازیٹو۔ لیکن ایک اور بات بھی ہے۔" اس نے گہری سانس لی۔ "شائد زیان نے اس بارے میں نہ سوچا ہو لیکن ایک مماثلت اور بھی ملتی ہے۔"

لمحے کے لئے ہماری کہانی panaroma میں ڈھل گئی۔ تمام رخ صفحات پر ابھرنے لگے۔

"اس فریب نے ہم سب کی کہانی پلٹ دی ہے۔"

www.novelsclubb.com

قید خانہ ہنوز نیم اندھیر تھا۔ گو کہ دوپہر کی دھوپ واحد کھڑکی سے اندر آنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ ناکافی تھی۔ چہرے پر پانی کی چھینٹے مارتے ہوئے زیان نے سر اٹھا کر آئینے میں دیکھا۔ پرانا بدحال آئینہ جس میں اس کا مبہم سا عکس چمک رہا تھا۔ وہ چند لمحے دیکھتا رہا۔

کیا واقعی اس کے پاس آخری چند گھنٹے رہ گئے تھے؟

اسے اعتزاز آفندی کو اپنے ہاتھوں سے نہ مار پانے کا قلق تھا۔

"باسل صرف بادشاہ کا نام نہیں تھا۔ قدیم عہدوں میں باسل ایک پودے کا نام بھی تھا جس کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ زہر کا تریاق ہے۔ جانتی ہو باسل دوم کیسے مرا تھا؟"

کمرے میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ بیڈ پر سفری بیگ کھلا تھا۔ وارڈروب سے کپڑے نکالتے ہوئے وہ لمحے کے لئے رکا پھر مڑ کر سائیڈ ٹیبل کی طرف دیکھا۔ سبز پاسپورٹ روشنیوں میں دمک رہا تھا۔ اس نے گہری سانس لی۔ بالآخر تین سالوں بعد وہ اس کہانی سے نکلنے والا تھا۔

باسل نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

بازی پلٹنے والا لمحہ دھیرے دھیرے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"اسے کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا تھا۔ اسی زہر سے اس کی موت ہو گئی۔"

کمرے کی فضا سیگریٹ کے دھوئیں سے بھرتی جا رہی تھی۔ راکھ پر ادھ جلا انگارہ آن گرا۔ اعتزاز نے طیش سے بوٹ تلے مسل دیا۔

”آخر کہاں جا سکتا ہے ابتہاج؟“ وہ پوری قوت سے دھاڑا۔

کال پر دوسری جانب موجود چیف آف سٹاف کے وجود میں کپکپی سی دوڑی۔ موت سامنے دکھائی دے رہی تھی۔

”وہ بادشاہ تھا، خاص تھا لیکن اپنے نام کی لاج نہیں رکھ سکا۔ اپنے زہر کا تریاق نہ کر سکا۔ حالانکہ وہ باسل تھا۔ زہر سے شفایاب کرنے والا۔“

عارب نے تکان سے آنکھیں رگڑیں۔ سر اٹھا کر سامنے کھڑے اسسٹنٹ کو دیکھا جو کہہ رہا تھا۔

”سب کلئیر ہے لیکن آپ کا دوست مشکوک لگ رہا ہے۔“

”کون؟“ وہ بے اختیار چونکا۔ آنکھوں میں حیرت ابھری۔

”باسل احتشام۔“

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

عارب نے سوالیہ ابرو چکائی۔ نا محسوس انداز میں آگے ہوا۔

"سات دن پہلے وہ ایک ریسٹورنٹ میں ملائکہ عباس کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔ آج دوپہر اس کا پاسپورٹ آیا ہے اور کل وہ کینیڈا جا رہا ہے۔"

اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ کوئی خیال برق بن کر وجود میں دوڑا۔ وہ سن رہ گیا۔

"بالکل ویسے ہی جیسے باسل احتشام اس بھروسے کی لاج نہ رکھ سکا جو زیان نے اس پر کیا تھا۔ وہ ہر کسی پر بھروسہ نہیں کرتا، وہ جن پر کرتا ہے وہ اس کے لئے خاص ہوتے ہیں۔ لیکن باسل بھی عام انسان نکلا۔ اس نے بھی وہی کیا جو باقی کرتے آئے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

حلق میں گولہ سا اٹکنے لگا جسے بدقت نگلتے ہوئے اس نے آنکھیں رگڑیں۔ اس کی تکلیف، جان پر گزرتی محسوس ہو رہی تھی۔ دھوکے کی اس سلگتی دائمی اذیت کے ساتھ، اس نے تنہا یہ سیاہ وقت کیسے گزارا ہوگا؟ دل بھر رہا تھا۔ وہ ڈھیروں رونا چاہتی تھی، نئے سرے سے ہر زخم پر، ہر خسارے پر، ہر تکلیف پر جو ان دونوں نے سہی تھی۔

وہ لڑکی تاسف سے اسے دیکھ رہی تھی۔ زمل نے ضبط سے پھر آنکھیں مسل کر نمی کو اندر دبایا اور سر اٹھا کر مقابل پر ایک اچٹتی نگاہ ڈالی۔

"باسل احتشام ہی فریب کار ہے۔" گیلی آواز میں مگر مضبوطی سے کہتے ہوئے وہ کال لاگ کھولنے لگی۔ تبھی کوئی سیاہ سی سرگوشی فضا میں اپنے دائرے چھوڑ گئی۔ زمل کی انگلیوں کی حرکت تھم گئی۔

"اکثر مسافر صحرا کا سفر کرتے ہوئے جب تھک جاتا ہے تو الوژان کا شکار ہو جاتا ہے پھر اسے چمکتی ریت پانی لگنے لگتی ہے۔ وہ اس کے قریب آتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ صرف سراب تھا، نظر کا دھوکہ۔ تب پھر ہمت کبھی نہ جڑنے کے لئے بکھر جاتی ہے۔" لڑکی سپاٹ انداز میں کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ "تم بہت قریب آ چکی ہو، خیال رکھنا۔ کہیں یہ بھی سراب نہ ہو۔"

لمحے کے لئے زمل کا دل خالی ہو گیا۔ ویران، بنجر، خزاں کا شکار۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اس کے کم عمر وجود کا ہیولہ تحلیل ہو چکا تھا۔ نمی پر اختیار کھویا، پلکوں سے

www.novelsclubb.com

قطرے ٹوٹ کر لڑھک گئے۔دوبارہ اسی دلدل میں اترنے کا محض خیال بھی سوہانِ روح تھا۔

اس نے وہ بازی لگائی تھی جس میں جیت،مات کی تنومند ہواؤں کے مقابل ٹمٹماتے دیئے جیسی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

عارب نے تنے تاثرات کے ساتھ موبائل اٹھایا۔نمبر ڈائل کرتے ہوئے اسپیکر آن کیااور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہیلو۔"انابیہ کی آواز ابھری۔

"تم اور مائعزم کہاں ہو؟"بنا کسی تمہید کے اس نے پوچھا۔ہاتھوں سے تیزی سے کاغذ سمیٹ رہا تھا۔

"کیفے میں۔"اس نے ذرا نا سمجھی سے جواب دیا۔

"گریٹ۔ وہیں رہنا، میں پندرہ منٹ تک پہنچ رہا ہوں۔" وہ چابیاں، والٹ اور موبائل اٹھاتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا۔اس کی آواز سے کچھ بھی پتہ لگانا مشکل تھا۔ مگر آنکھوں میں سلگتی تپش ہر لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

"خیریت؟"

"کیس کے بارے میں کچھ ڈسکشن کرنی ہے۔اہم سرا ہاتھ لگا ہے۔آرہا ہوں۔" اس نے مزید کچھ کہنے کی مہلت دیئے بغیر کال کاٹ دی اور کار میں بیٹھتے ہوئے دروازہ کھینچ کر بند کیا۔

آنکھیں میچ کر گہری سانس لی۔یہ خیال... صرف خیال ہونا چاہیے تھا۔اس نے آزردگی سے سوچا۔کار پارکنگ لاٹ سے نکالتے ہوئے اس کا ذہن الجھا ہوا تھا جب موبائل بجنے لگا۔اس نے اسکرین دیکھی۔دل بری طرح دھڑکا۔لب کاٹتے ہوئے ائیر پوڈ کا بٹن دبایا۔

"میں نے فریب کار کو ڈھونڈ لیا ہے۔" زمل کی آواز گیلی سی مگر ٹھہری ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

عارب نے خشک ہوتے حلق کو تر کیا۔بے اختیار کار کی سپیڈ ہلکی کر دی۔پورا وجود جیسے کان بن گیا۔

"آپ سن رہے ہیں؟" خاموشی پر زمل نے بے اختیار پوچھا۔

"کون ہے؟" آواز سرگوشی کی مانند تھی۔چہرہ بے جان سا ہو رہا تھا۔

زمل نے گہری سانس لی۔انداز میں تکان زدہ ملال تھا۔

"باسل احتشام۔"

کچھ حد تک حقیقت سے شناسائی کے باوجود، گردشِ کائنات لمحے کے لئے تھم کر جامد ہو کر رہ گئی تھی۔کوئی سناٹا سا تھا جو روح پر اترتا محسوس ہوا۔تکلیف دل کو جکڑنے لگی تھی۔اس نے آہستگی سے کار سڑک کے کنارے روکی اور خالی خالی نگاہوں سے ونڈ اسکرین کے پار دیکھا۔

"انابیہ اور مائعزم کو بتا دینا چاہیے۔میرے پاس ثبوت ہیں جو..."

www.novelsclubb.com

"میں جانتا ہوں کہ وہی مجرم ہے۔ کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ آخر میں شکست خوردہ سا بڑبڑایا۔

"آپ کو کیسے پتہ؟" وہ بے اختیار چونکی۔

"وہ سات دن پہلے ملائکہ سے ملا تھا۔ کل وہ ملک چھوڑ کر جا رہا ہے۔ دو جمع دو چار کرنا مشکل نہیں ہے۔ مزید، آپ نے بھی تصدیق کر دی۔" گھٹن سی دل میں بھرتی جا رہی تھی۔ گزرے لمحات، جان نکالنے لگے تھے۔

زمل چند لمحے خاموش رہی۔ وہ دھوکے کے انتشار کا اندازہ لگا سکتی تھی۔

"اب کیا کرنا ہے؟" اس نے محتاط انداز میں پوچھا۔

www.novelsclubb.com

عارب نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

"میں کیفے جا رہا ہوں۔ آدھے گھنٹے تک اسے گرفتار کر لیں گے۔ وہ زیان کے لوکیشن بتائے گا، ہم اسے ڈھونڈ لیں گے۔"

چند جملوں میں ساری حکایت سمیت دی۔اتنا آسان تھا؟زمل کے حلق میں کوئی پھندا سا پڑا۔آنکھیں پھر ڈبڈبا گئیں۔

"آپ نے اپنا پارٹ نبھالیا ہے۔باقی ہم دیکھ لیں گے۔مجھے رات تک کا وقت دیں۔" وہ بمشکل اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔وہ جانتا تھا کہ یہ وقت جذبات کی رو میں بہنے کا نہیں تھا۔ان کا ہر پل گراں قدر تھا۔

"میں ساتھ جاؤں گی۔" آنکھیں رگڑتے ہوئے زمل نے اسی ٹھہرے انداز میں کہا۔انداز میں قطعیت تھی۔

عارب ذرا سا چونکا۔

"آپ کا جانا رسکی ہو گا۔یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے مفروضے ہم پر الٹ جائیں۔وہ ہمارے لئے تیار بیٹھے ہوں۔معذرت زمل لیکن یہ ٹھیک نہیں ہو گا۔جہاں اتنا انتظار کیا ہے وہاں تھوڑا اور کر لیں۔رات تک سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ نرمی سے مگر دوٹوک انداز میں بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں آپ لوگوں کے ساتھ جاؤں گی، عارب۔ میں اپنی حفاظت خود کر سکتی ہوں۔" اس کا انداز بے لچک اور حتمی تھا۔ وہ اب جیسے کسی کی نہیں سننے والی تھی۔ اب کسی کو اپنی امانت نہیں سونپنے والی تھی۔

عارب نے بے بسی سے گہری سانس لی۔ وہ جب حق رکھ کر بھی اپنے ساتھ والے نمونے کو کچھ نہیں سمجھا سکا تھا اور اس کی بیوی پر کون سا حکم چلا سکتا تھا؟ دنوں ایک جیسے تھے۔ اس نے کڑھ کر سوچا۔

"فائن۔" وہ جیسے بے دلی سے بولا تھا۔ "ہمیں لوکیشن ڈھونڈنے دیں، پھر نکلیں گے۔"

"تھینک یو۔" اس نے فون بند کر دیا۔

لمحے کے لئے وہی خاموشی سی چھا گئی۔ عارب نے آنکھیں میچتے ہوئے پیشانی اسٹیرنگ وہیل سے ٹکا دی۔ دل سے رستا خون اندر ہی اندر گرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"سب ایک جیسے نہیں ہوتے۔" تین سال پہلے وہ اترتی رات میں مقابل کو سمجھانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"مجھے ملنے والے سب ایک ہی جیسے تھے۔" سیاہ ہوتی کتھئی آنکھوں میں زخمی پن تھا۔

سات دن کی طویل اذیت اور بے حساب تکلیف کے بعد عارب کی آنکھیں گیلی ہونے لگیں۔اس کا جمود ایک ہی کاری وار سے ٹوٹنے کے بعد ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔ ہر گھاؤ پھر رِس رہا تھا۔

"یہ تم نے کیا کیا، زیان؟" وہ شکستگی سے بڑبڑایا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

عصر کی اذانوں کو کئی لمحے بیت چکے تھے۔بیگ کی زپ چڑھا کر اس نے متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھا۔سامان سمیٹا جا چکا تھا۔اس نے کلائی موڑ کر گھڑی

دیکھی۔اس کی فلائٹ میں چند گھنٹے باقی تھے۔بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے اس نے موبائل نکالا اور کوئی نمبر ڈائل کرنے لگا۔

تبھی دروازے کی گھنٹی صور کی طرح سماعتوں میں اتری۔

باسل کی انگلیاں تھم گئیں۔اس نے حیرت اور ذرا اچھنبے سے سر اٹھایا پھر اسکرین بجھاتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا۔انداز محتاط تھا۔

دروازہ کھولتے ہی اس کا چہرہ متغیر ہوا تھا۔

انسپکٹر ملک نے اسے دیکھ کر سر کو خم دیا۔باسل کی نگاہیں پیچھے گئیں۔اہلکار، پولیس موبائلز۔سرخ اور نیلی بتیاں جل رہی تھیں۔

"مسٹر باسل احتشام، مطلوب ملزم اعتزاز آفندی کا آلہ کار ہونے کی بنا پر آپ کو گرفتار کیا جاتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

لمحے کے لئے یوں لگا جیسے سماعتوں نے دھوکا کھایا تھا۔کوئی برق سی لہر رگوں میں دوڑ گئی۔چہرہ نچڑنے لگا۔ہر قدم پھونک پھونک کرر کھا گیا تھا یوں کہ اس کے سایے کو بھی علم نہ ہوا پھر دنیا کیسے جان گئی؟

"یہ کیا بکواس ہے؟میں کسی آفندی کو نہیں جانتا۔" وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔پیشانی کی رگیں تن گئیں۔

"بہتر ہو گا کہ تحمل سے ہمارے ساتھ چلیں ورنہ ہمیں زبردستی کرنی پڑے گی۔" کسی روبوٹ کی طرح ملک کہہ رہا تھا۔

"تم لوگ مجھے ایسے نہیں لے جا سکتے۔وارنٹ دکھاؤ۔"اس نے درشتی سے کہا۔

ملک نے کندھے اچکاتے ہوئے کاغذ اس کی طرف بڑھا دیئے۔باسل کو سب اپنے ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہوا۔نگاہوں کے سامنے سبز پاسپورٹ گھوما۔پیشانی تر ہونے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے اپنے وکیل کو کال کرنی ہے۔" بدقت چہرے کے تاثرات نارمل رکھتے ہوئے اس کا انداز سخت تھا۔

"شیور۔" نجانے کیوں ملک کی آنکھوں میں طنز تھا۔

باسل نے خشک حلق کو تر کرتے ہوئے موبائل آن کیا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔ پہلی گھنٹی پر ہی عارب عمر نے کال کاٹ دی۔ اس کی آنکھوں میں پہلی دفعہ پریشانی ابھری۔

"ایس پی صاحب وکیل بھی ہیں؟ نیا انکشاف ہوا ہے۔" ملک نے طنزیہ انداز میں کہا۔

www.novelsclubb.com

باسل نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"شائد آپ کے پاس وکیل نہیں ہے۔" اس نے تاسف سے سر ہلایا اور پیچھے کھڑے اہلکار کو اشارہ کیا۔ وہ ہتھکڑیاں لئے آگے آیا۔

بازی پلٹنے والا آدھا پل آ چکا تھا۔

کچھ غلط قدم دلدل کی طرح ہوتے ہیں جو انسان کو دھیرے دھیرے اپنے اندر نگلتے ہیں... بالکل نامحسوس انداز میں...اور کچھ غلط قدم اندھی کھائی پر پڑتے ہیں جو پلک جھپکنے کے ہزارویں حصے میں کھیل الٹ دیتے ہیں۔ یہ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

انٹروگیشن روم میں اس کی آنکھوں سے پٹی ہٹائی گئی۔ منظر دھندلا تھا جسے اس نے پلکیں جھپکا کر واضح کرنا چاہا۔اندھیرے میں سر پر جھولتے زرد بلب کے علاوہ روشنی کا کوئی منبع نہیں تھا۔وہ کرسی سے بندھا تھا اور سامنے چوکور میز تھی جس پر رکھے لیمپ کی روشنی، سیدھا اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔

"غلطیاں سب سے ہوتی ہیں۔"

عقب سے برف اور سپاٹ آواز ابھری۔ ہر احساس سے مبرا، کھردری سی۔ باسل احتشام کو اپنا وجود سن ہوتا محسوس ہوا۔دل کسی عمیق گہرائی میں ڈوب سا گیا۔اس کا بدترین خیال حقیقت بن گیا تھا۔

"مگر زیان کی غلطیاں ہمیشہ سے شائد ناقابل تلافی رہی ہیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کی پیشانی پر پسینہ چمکنے لگا۔اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔اب ذرا منظر واضح ہوا تھا۔

اس کے مقابل کرسی کے پیچھے سیاہ یونیفارم میں عارب عمر کھڑا تھا۔ہاتھ سختی سے کرسی کی پشت پر جمے تھے یوں کہ نسیں ابھر رہی تھیں۔تنے تاثرات اور سپاٹ آنکھیں جن میں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ خون کی لکیریں بڑھتی جا رہی تھی۔اس کا ضبط کا کانٹا آخری سوئی پر لگتا تھا۔باسل کو اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا۔

”اسی لئے اس کی غلطیوں کی سزا بھی طویل ہوتی ہے۔“اس کی آواز ٹھنڈک وجود میں اترتی محسوس ہو رہی تھی۔

”یہ سب کیا ہے،عارب؟“اس نے لہجے کو مضبوط کرنا چاہا۔انداز میں مصنوعی بے یقینی تھی۔

”یہ شائد ہمیں تم سے پوچھنا چاہیے۔“

www.novelsclubb.com

آواز پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔انابیہ کی آنکھوں میں آواز کی طرح عجیب سی کاٹ تھی۔وہ تنفر سے اسے دیکھ رہی تھی۔یوں جیسے گزرے تین سالوں میں کوئی شناسائی رہی ہی نہیں تھی۔اجنبیت سے بھی بدتر ٹھنڈک تھی ان کے انداز میں۔

"کیا مطلب؟"اس نے ابرو چکائے۔

"کیا تمہیں واقعی لگتا ہے کہ انجان بننا تمہیں فائدہ دے گا؟"

کنکھیوں سے اسے خنجر کے پھل کی چمک دکھائی دی تھی۔انگلیوں میں خنجر گھماتی مائزم، کرسی پر پیچھے کو ٹیک لگائے سپاٹ انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔گھومتے خنجر کا دستہ جب بھی روشنی سے ٹکراتا،اس پر لکھا 'عزم' دمک اٹھتا۔

"تم لوگ آخر کر کیا رہے ہو؟یہ سب کیا ہے؟"اس کے اعصاب مشتعل ہو رہے تھے۔ٹارچ لائٹ کی روشنی ناقابل برداشت ہونے لگی تھی۔چہرہ پسینے میں تر ہو رہا تھا۔

ریوالور میز پر رکھتے ہوئے عارب ذرا سا جھکا اور سرخ ہوتی آنکھیں اس کے چہرے پر گاڑیں۔

"زیان ارتضی کو کتنے میں بیچا تھا؟"

کھردری اور کاٹ دار آواز نے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ باسل کی آنکھوں میں بے یقینی ابھری۔ وہ گنگ رہ گیا تھا۔ وہ کیسے جان گیا تھا؟ وجود میں جیسے سنسنی سی دوڑی تھی۔

"کیا قیمت لی تھی اس کی؟" وہ دانت پر دانت جمائے غرایا۔

باسل نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے ایسا کچھ..."

اس کے الفاظ لبوں میں رہ گئے۔ عارب کا زوردار مکا اسے خون تھوکنے پر مجبور کر گیا۔ پل کے لئے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

"میں یہاں تمہاری بکواس سننے نہیں بیٹھا۔"

باسل نے گردن سیدھی کی۔ منہ میں خون کا ذائقہ محسوس کرتے ہوئے سر اٹھایا۔ وہ ویسے ہی خون آشام آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔ کیا وہ دوست رہ چکے تھے؟ سیاہی مسرور ہوئی تھی۔ وفاداری نے کرب سے آنکھیں موند کر تھکی ہوئی سانس فضا کے سپرد کی۔

اشتعال کی لہر باسل احتشام کے اندر اٹھی جو سب راکھ کرنے لگی۔ انداز بدلا، آنکھوں میں سپاٹ پن چھا گیا۔

"وہ اسی قابل تھا۔"

اس کی بدلی ٹون پر مائعزم اور انابیہ نے ایک دوسرے کو بے یقینی سے دیکھا۔ وہ جیسے اس بات کی توقع نہیں کر رہی تھیں۔ کیا گزرے سالوں میں اس کا ہر روپ فریب تھا؟ کیا وہ ہمیشہ سے ہی ایسا تھا؟

عارب کا خون جیسے ابلنے لگا۔ میٹر بری طرح گھوم چکا تھا۔ ندامت تو دور، اس شخص کو احساس بھی نہیں تھا کہ وہ ان کی زندگیاں کیسے تباہ کر گیا تھا؟

www.novelsclubb.com

”تو تم سیدھے طریقے سے نہیں بتاؤ گے؟“اس نے ریوالور اٹھاتے ہوئے سرد انداز میں پوچھا۔

باسل استہزائیہ مسکرایا اور کندھے اچکا دیئے۔

”عارب کچھ الٹا سیدھا مت کرنا۔ ہمیں جواب دینا ہے۔“انابیہ پریشانی سے بولی۔

مائعزم آنکھیں سکیڑے اٹھ کھڑی ہوئی۔ فضا میں تناؤ بڑھتا جا رہا تھا۔

عارب نے ان سنی کئے بازو لمبا کر کے پستول تانا اور فائر کر دیا۔

باسل کو کوئی گرم سلاخ اپنے دائیں پاؤں میں اترتی محسوس ہوئی۔ درد کی شدید لہر اٹھی۔ بے اختیار اس کے لبوں سے کراہ نکلی۔

www.novelsclubb.com

”کتنے میں ڈیل کی تھی؟“عارب پھر غرایا تھا۔اس کا چہرہ سرخ پڑتا جا رہا تھا۔

”کینڈین نیشنلٹی۔“دانت پر دانت جما کر اس نے بمشکل ضبط کیا۔

عارب نے اذیت سے آنکھیں میچ لیں۔ کیا زندگی کو بیچ دینا اتنا آسان ہوتا ہے؟ تکلیف سی دل کو جکڑنے لگی۔انابیہ تن فن کرتی آگے آئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہیں ایک لمحے کے لئے بھی شرم نہیں آئی؟اس نے تمہاری جان بچائی تھی،وہ تمہارا دوست تھا۔"

باسل درد کے باوجود خباثت سے مسکرایا۔

"باسل کا دوست باسل خود بھی نہیں ہے،اسے سمجھ جانا چاہیے تھا۔"

عارب نے بمشکل اپنے اندر ابلتے لاوے کو پھٹنے سے روکا ورنہ آج یہ شخص اس کے ہاتھوں مارا جاتا۔آنکھوں میں سرخ لکیریں گہری ہوتی جارہی تھیں۔اس نے مائعزم کو دیکھا جس نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے خنجر اس کی طرف اچھال دیا۔عارب نے ہاتھ بلند کر کے کیچ کیا اور باسل کی طرف گھوما۔

"اس کی لوکیشن بتاؤ۔"خنجر کی نوک کو اس کی ران پر رکھتے ہوئے شعلہ بار انداز میں کہا۔

"وہ اسے مار چکے ہیں۔"

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔"وہ غرایا۔"آفندی نے اسے کہاں قید کیا تھا؟"

باسل نے ابرو اکھٹے کر کے اسے دیکھا پھر نگاہیں جھکائیں۔اس کے تیور سے صاف اندازہ تھا کہ وہ کسی بھی لمحے خنجر اندر اتار دے گا۔

”شہر سے باہر غیر تعمیر شدہ فیکٹری میں۔“اس نے محتاط انداز میں کہا۔

عارب نے انہی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے خنجر پر دباؤ ڈالا۔وہ اندر اترتا چلا گیا۔باسل بلبلا اٹھا۔

”میں نے سچ کہا ہے۔“وہ چیخا۔

عارب نے جھٹکے سے خنجر کھینچا۔خون کے قطرے اڑے۔سرخ مائع بھل بھل بہنے لگا۔

www.novelsclubb.com

”وہ کسی کی زندگی کی کل میراث تھا جس کا سودا کرتے ہوئے تمہارے ہاتھ لمحے کے لئے بھی نہیں کانپے تھے۔لعنت ہے تم جیسے گھٹیا انسان پر جس نے اسے پھر اسی کھائی میں دھکیل دیا۔“اس نے ایک جھٹکے سے اس کا گریبان جکڑا۔”اگر وہ

مجھے صحیح سلامت نہ ملا تو میں تمہارے ٹکڑے کتوں کے آگے ڈال دوں گا، یاد رکھنا۔"

جھٹکا دے کر چھوڑتے ہوئے وہ پیچھے ہٹا۔ پیشانی پر آئے قطروں کو آستین سے رگڑا۔ باسل نے دھندلی پڑتی نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ اس کی آخری بات سمجھ نہ سکا تھا۔ مگر اس سب میں پہلی دفعہ عارب کا خول چٹخا تھا۔

"ہمارے پاس وقت نہیں ہے، عارب۔ نکلتے ہیں۔" انابیہ نے محتاط انداز میں اسے پکارا۔

وہ سیدھا ہوا۔ ضبط سے گہری سانس لی۔ آنکھیں میچ کر کھولیں۔ انہی تنفر بھری نگاہوں سے باسل کو دیکھا پھر سر جھٹک کر مڑ گیا۔ انابیہ تیزی سے اس کے پیچھے لپکی۔

مائعزم ایک لمحے کے لئے رکی پھر پلٹ کر دیکھا۔ باسل ویسے ہی آدھ کھلی نگاہوں سے انہیں جاتے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں اب بھی سپاٹ تھیں۔ ہیزل آنکھوں میں تاسف امڈ آیا۔

"کیا تین سال کا عرصہ بھی تمہارے پگھلنے کے لئے ناکافی تھا؟" اس نے دھیرے سے پوچھا۔ "عارب نہیں جانتا لیکن ہمیں پتہ ہے کہ زیان نے تمہیں سب بتایا تھا، جو کہانی ہمیں نہیں سنائی وہ تم سے شئیر کی تھی۔ اس نے تمہیں رازدار بنایا تھا۔"

باسل نے پلکیں جھپکا کر نگاہوں کی دھند رفع کرنی چاہی۔

"کیا ایک لمحے کے لئے بھی تمہارا دل نہیں کانپا تھا؟ تمہیں ہم پر ترس نہیں آیا تھا جو اس سے جڑے تھے؟"

باسل نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا چہرہ اب بھی درد کے زیر اثر زرد تھا اور بے تاثر تھا۔

مائعزم چند لمحے سناٹے کو محسوس کرتی رہی پھر جانے کے لئے پلٹ گئی۔

اپنی سیاہی اور اندھیروں کے ساتھ وہ تنہا رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

آسمان پر چھائی شام دھیرے دھیرے گہری ہوتی جارہی تھی۔وہ تھکے تھکے انداز میں کار کادروازہ کھول کر اندر بیٹھی۔انابیہ نے گردن موڑ کر عارب کو دیکھا جو سیٹ بیلٹ باندھ رہا تھا۔تاثرات تنے ہوئے تھے۔

"وہ شروع سے مخلص نہیں تھا؟"

"اونہوں۔"عارب نے نفی میں سرہلاتے ہوئے کاراسٹارٹ کی اور آگے بڑھا دی۔"وہ اب تک فیئر رہا تھا۔مسئلہ ہی یہ ہے کہ پیسوں کی آفراب ہوئی تھی تو اصلیت بھی ابھی سامنے آگئی۔"

"پھر وہ اس انداز میں بات کیوں کر رہا تھا جیسے شروع سے ہی ہمارا دشمن تھا؟"

"کیونکہ وہ ہم پر یہی ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اسے قطعی پروا نہیں ہے۔جو کیا ہے ٹھیک کیا ہے۔"اب اس کا انداز سپاٹ تھا۔یوں جیسے موضوعِ گفتگو سے کوئی شناسائی نہ تھی۔

"اب تم ہمیں اے ٹو زی سب بتاؤ گے عارب عمر۔"مائعزم کا انداز قطعی تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

☆☆☆☆☆☆

"زمل۔"

وہ جو اسکارف چہرے کے گرد لپیٹ رہی تھی، لمحے کے لئے رکی۔ نگاہوں نے آئینے میں اپنے عکس سے پیچھے دیکھا۔ مہر انگلیاں چٹختی چوکھٹ میں کھڑی تھی۔ آنکھوں میں تذبذب تھا۔

"اب تم بھی یہی کہو گی کہ سب بے بنیاد ہے؟" پن لگاتے ہوئے وہ پلٹی۔ آواز میں ٹھہراؤ تھا۔

مہر نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا۔ وہ کیسے اس کی امید توڑ سکتی تھی؟ زمل نے چند گھنٹوں قبل ہی اسے چیدہ چیدہ باتیں بتا دی تھیں۔ صرف اس لئے کہ وہ اعظم کے سامنے اس کی غیر موجودگی کو کور کر سکے۔

"تم ابھی کہاں جا رہی ہو؟"

"ہاسپٹل۔" اب کچھ زخمی ہوا تھا ان گلابی آنکھوں میں۔

www.novelsclubb.com

مہر کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ وہ بے اختیار آگے بڑھی اور بازو اس کے گرد لپیٹتے ہوئے اسے خود سے لگالیا۔ رکے ہوئے آنسو شدت سے ابل پڑے۔

زمل لمحے کے لئے تھم گئی پھر تھک کر آنکھیں بند کر لیں۔

"اپنا خیال رکھنا، زمل پلیز۔ اب سب ٹھیک ہو جانا چاہیے۔ تمہیں مزید تکلیف میں دیکھنے کی ہمت نہیں ہے۔" وہ بے آواز آنسوؤں کے ساتھ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

وہ بے بسی سے مسکرائی۔ اس نے گہری سانس لے کر اسے شانوں سے تھام کر علیحدہ کیا۔

"میں جانتی ہوں کہ اس کے آجانے کے بعد بھی سب ٹھیک نہیں ہو گا۔ اس تکلیف سے نکلنے کے لئے عرصہ لگے گا۔ مگر اس نے ایک بار کہا تھا کہ ہم ساتھ ہوئے تو مل کر سب دیکھ لیں گے۔ اب اسے اپنے وعدے نبھانے چاہئیں۔"

www.novelsclubb.com

مہر بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی۔ وہ یہ سب ڈیزرو نہیں کرتی تھی۔ دل بری طرح دکھا تھا۔

ہاسپٹل کی عمارت اپنے اندر وہی بے رحمی سموئے کھڑی تھی۔ سفید راہداریوں کی فضا میں ٹھنڈک کا راج تھا۔ شام اترتے ہی خنکی بڑھنے لگی تھی۔ اس نے آہستگی سے دروازے کو دھکیلا۔ اندر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی جو روح کو جھنجھوڑتی محسوس ہو رہی تھی۔ سیاہ عبایے میں، نقاب کئے وہ کسی تھکے ہارے مسافر کی طرح لگ رہی تھی۔ جھلکتی آنکھوں کی گلابی سی نمی میں وہی اذیت سلگ رہی تھی جو کئی دنوں سے اس کی ساتھی تھی۔

اپنے پیچھے دروازہ بند کرتے ہوئے اس نے بھاری ہوتے قدموں کو گھسیٹا اور بیڈ کی جانب آئی۔ آنکھیں ڈبڈبا گئیں یوں کہ قطرے ایک کے بعد ایک لڑھکنے لگے۔

"آنٹی۔" اس نے کانپتی آواز میں دھیرے سے پکارا تھا۔

بند آنکھیں، زرد اور کمزور چہرہ، خاموش لب۔ محض چند دنوں میں وزن اتنا گر چکا تھا کہ ہڈیاں ابھرنے لگی تھیں۔ تروتازگی بھی ساتھ ہی مردہ ہوگئ تھی۔ زمل نے لرزتی انگلیوں سے ان کی بند آنکھوں کو چھوا۔ لبوں سے سسکی آزاد ہوئی۔

”میں آپ سے بہت ناراض ہوں، آنٹی۔“ ان کا بے جان ہاتھ، اپنے ہاتھوں میں لئے وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھتی گئی۔

”آپ تو ماں جیسی تھیں۔ آپ نے کہا تھا، میں آپ کی بیٹی ہوں پھر بھی آپ نے مجھے تنہا چھوڑ دیا۔ مجھے آپ کی ضرورت تھی۔ ایسے کون کرتا ہے؟“ وہ پیشانی ان کے ہاتھ سے ٹکائے، دبی دبی سسکیوں سے رو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

“۔I miss you. I miss you a lot”

فضا میں ٹھہری اداسی دبیز ہوتی جارہی تھی۔ صرف وہی جانتی تھی کہ ان سیاہ دنوں میں اس کا دل اس محبت بھری آغوش کے لئے کتنا کُرلایا تھا۔ غم سانجھا تھا... جھیلنا اتنا ہی روح پر کڑا... ہمیشہ کی طرح تنہا، ہر دفعہ کی طرح وہ اکیلے رو رہی تھی۔

لمحے آہستگی سے پگھلتے جا رہے تھے جب موبائل کی بیل نے پل کے لئے سب ساکن کر دیا۔اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔دل کر رک کر شدت سے دھڑکا تھا۔

اس نے بے قراری سے کال پک کی۔

"اگر تمہارے ساتھ یہ سب نہ ہوا ہوتا تو میں تمہیں بتاتی کہ ہم سے باتیں کیسے چھپائی جاتی ہیں۔"انابیہ کی برہم آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

زمل نے آنکھیں رگڑیں۔آنسوؤں نے آواز بند کر دی تھی۔دل کسی سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔

"تم کہاں ہو،زمل؟"مائعزم کی آواز ابھری۔

www.novelsclubb.com

"لوکیشن...ملی؟"اس کی زکام زدہ آواز میں لرزش تھی۔

"ہاں،اس نے بتا دیا ہے۔"

اللہ۔اس نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔دل چاہا کہ ایک بار پھر اتنی ہی شدت سے رو پڑے۔اندھیرے بالآخر چھٹنے کو تیار تھے۔بس کچھ پل ہمت کے اور...

”ہم کچھ دیر تک نکلیں گے۔عارب اپنی ٹیم کو تیار کر رہا ہے۔تم ریڈی رہنا۔“ مائعزم نرمی سے کہہ رہی تھی۔

”ٹھیک۔“اس کی رندھی ہوئی تھی۔

”جہاں اتنی ہمت دکھائی ہے وہاں تھوڑا اور حوصلہ رکھو۔سب ٹھیک ہونے والا ہے۔“

لفظوں میں واقعی اتنی طاقت ہوتی ہے کہ مردہ ہوتا دل پھر جی اٹھتا ہے۔وہ ہمیشہ کے لئے ان تینوں کی قرض دار ہو چکی تھی۔صرف خیال... صرف گمان... صرف تصور ہی رگوں میں جان دوڑا گیا تھا۔سب ٹھیک ہونے والا تھا۔دل کی دھڑکن بے قابو ہو رہی تھی۔

موبائل بند کرتے ہوئے اس نے سائرہ کو دیکھا۔لب کو بے دردی سے کچلا۔

www.novelsclubb.com

"میں اسے آپ تک لے آؤں گی۔ وہ آجائے گا۔" وہ لمحے کے رکی۔ "لیکن آپ کو اٹھنا پڑے گا، آنٹی۔ آپ اس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتیں۔ وہ آپ کی تکلیف برداشت نہیں کر پائے گا، پلیز۔"

وہ اپنی زخمی سرگوشی خود بمشکل سے سن پا رہی تھی۔ چند لمحے ان کی بند آنکھوں کو دیکھنے کے بعد ذرا سا جھکی اور ان کی پیشانی پر لب رکھے۔ تکلیف یکدم بھڑکی تھی۔

"آپ کا بیٹا زندہ ہے۔ اب تو اٹھ جائیں۔" اس نے جیسے سرگوشی کرتے ہوئے بے بسی سے منت کی تھی۔

مگر ہر خیال حقیقت کا روپ نہیں دھارتا۔ بند آنکھوں کے پار ویسا ہی دبیز سناٹا چھایا رہا۔

www.novelsclubb.com

ہر دفعہ زیان ارتضی کے حوالے سے آزمائے جانے پر ان کی برداشت ختم ہو چکی تھی۔

اس نے تھک کر آنکھیں رگڑیں اور جانے کے لئے مڑ گئی۔ قدم ویسے ہی من من کے ہو رہے تھے۔

کاش... کاش کہ وہ سن رہی ہوتیں۔ زمل نے پلٹ کر حسرت سے دیکھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

غیر تعمیر شدہ فیکٹری پر چھائی رات بے رحم ہو رہی تھی۔ ہر احساس سے خالی، ہر جذبے سے مبرا۔ ملائکہ عباس احتیاط سے نیم اندھیر سیڑھیاں اترتے ہوئے اعتزاز کی بات سن رہی تھی جو مسلسل ہدایات دے رہا تھا۔

"تم دو گھنٹے یہیں رہ کر سپروائز کرنا۔ جب اس کی موت کا یقین ہو جائے تو لوٹ آنا۔" وہ سپاٹ انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اور تم کہاں جاؤ گے؟" اس نے آنکھیں سکیڑے دیکھا۔ نیلی جینز پر آف وائٹ شرٹ پہنے، اس نے بالوں کو جوڑے میں باندھ رکھا تھا۔ آج پاؤں جو گرز میں مقید تھے۔

اعتزاز کی آنکھوں میں کوئی چنگاری سی سلگی۔

"ابتہاج درانی کو ڈھونڈنے۔" اس کے لہجے میں کاٹ تھی۔

کمرے میں سفید روشنیاں جل رہی تھیں۔ بالوں کو پونی میں باندھتے ہوئے زمل نے اپنا عکس دیکھا۔

گلابی ایمبر آنکھوں میں سپاٹ تاثر تھا۔ دھلا دھلایا چہرہ سنجیدہ تھا۔ اس نے گھٹنوں سے نیچے آتا مکمل سیاہ فراک پہن رکھا تھا۔ ماسک اٹھاتے ہوئے چہرے پر لگایا اور اسکارف لپیٹنے لگی۔

سفید روشنیاں زرد تمازت میں ڈھل رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

قید خانے میں وہی زرد ٹارچ لائٹ بکھری تھی۔ نیم اندھیر دیوار پر دراز قد سایہ گر رہا تھا۔ زیان نے گردن موڑ کر واحد کھڑکی کو دیکھا جس کے پار سیاہ آسمان دکھائی دے رہا تھا۔ وقت تیزی سے پھسل رہا تھا۔

یعنی وہ آفندی کو نہیں مار سکے گا، چچ۔ اس نے تاسف سے سر جھٹکا۔

کتھئی آنکھوں میں سپاٹ تاثر تھا۔

تبھی دروازہ کھلا۔روشنی مرکزی دیوار پر پڑی۔بھاری قدموں کی آہٹ گونجی۔

زیان نے گردن ترچھی کر کے دیکھا۔

"اب الوداع کرتے ہیں۔"اعتزاز کی بھاری آواز گونجی۔

کار تیزی سے سرمئی ویران سڑک پر بھاگ رہی تھی۔اطراف میں خاردار جھاڑیوں کے ساتھ وحشت ناک سناٹا بھی تھا۔عارب ڈرائیونگ کرتے ہوئے دھیمی آواز میں انابیہ کے ساتھ کچھ ڈسکس کر رہا تھا۔سرگوشیوں سے بے نیاز زمل گردن موڑے بھاگتے مناظر کو دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ایسی ہی ایک بے رحم رات میں وہ زیان ارتضی کے ساتھ خود کو بچانے کے لئے ہوٹل سے فرار ہوئی تھی۔اس اذیت ناک سفر کے بعد اس کا حاصل بے حساب تھا۔کون جانے کہ اب بھی وہی کہانی دہرائی جائے۔

اس کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی تھی۔ہاتھ بھی پیچھے کو جکڑے تھے۔کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد اسے جھٹکے سے روک دیا گیا۔زیان نے لب بھینچ کر گہری سانس لی۔وہ اپنا انجام جان گیا تھا۔

اس دفعہ دہکتے کوئلوں سے زیادہ بدترین تھا۔

بھاری چرچراہٹ کے ساتھ لوہے کا دروازہ کھول دیا گیا۔یکدم پھیلتی تپش سوئیوں کی طرح ٹکرائی۔ملائکہ کے لبوں سے سسکاری نکلی۔زیان استہزائیہ مسکرایا۔

"اب دنیا میں جہنم کا مزہ تم بھی چکھو،ارتضیٰ۔"اعتزاز نے اس کے قریب سرگوشی سی کی تھی۔

www.novelsclubb.com

کار اب شہری حدود سے باہر آچکی تھی۔کئی پولیس موبائلز خاموشی سے ایک محتاط فاصلے پر پیچھے آرہی تھیں۔تھوڑی دیر بعد عارب نے بریک پر پاؤں رکھا۔کار جھٹکے سے رک گئی۔

زمل نے ونڈ اسکرین کے پار دیکھا۔اندھیرے میں دور سیاہی مائل عمارت کھڑی تھی۔اس کی ہتھیلیاں پسینے میں بھیگنے لگیں۔کیا وہ واقعی وہاں ہو گا؟اس نے شدت سے لب کچلا۔

"ہم ان گاڑیوں کے ساتھ آگے نہیں جاسکتے۔اگر ان کا کوئی ساتھی نگرانی کر رہا ہو گا تو وہ دیکھ کر الرٹ ہو سکتے ہیں۔یہاں سے آگے پیدل چلنا ہو گا۔"عارب سیٹ بیلٹ کھولتا کہہ رہا تھا۔

پٹی ہٹائی گئی تو زیان نے پلکیں جھپکا کر منظر واضح کرنا چاہا۔وہ ایک کشادہ ہال تھا جس میں طویل راہداریاں تھیں۔ چھت پر سفید بلب جھول رہے تھے۔ہیٹرز کی وجہ سے ماحول نارنجی سالگ رہا تھا۔دھیرے دھیرے تپش میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔

"ان میں سے کوئی بھی تمہیں بچانے نہیں آیا جنہیں تم نے بچایا تھا۔ٹریجڈی۔"

اعتزاز نے تاسف سے سر ہلایا۔

زیان نے کوئی جواب نہ دیا۔وہ ویسے ہی سپاٹ انداز میں سامنے دیکھتا رہا۔

کون جانے کہ اندر کوئی حشر سا برپا تھا۔تکلیف،اذیت،بے بسی۔

شہر سے باہر وہ علاقہ مکمل سنسان تھا۔آسمان کی سیاہی ماحول میں اپنا حصہ ڈالتے ہوئے مزید وحشت گھول رہی تھی۔اندھیری سڑک پر چار ہیولے بڑھتے دکھائی دے رہے تھے۔دبے انداز میں قدم اٹھاتے ہوئے،ان کے جوگرز تلے سوکھے پتے چرچرا رہے تھے۔

"تم نے اپنی ٹیم کو رکنے کو کیوں کہا ہے؟"انابیہ نے دبی دبی آواز میں سوال کیا۔

"میں 0.1% کا بھی رسک نہیں لینا چاہتا۔ایک دفعہ ہم اندر پہنچ جائیں پھر میں انہیں اشارہ دے دوں گا۔"ان سے آگے قدم اٹھاتے ہوئے عارب سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔چٹخنی چڑھانے کی آواز گونجی۔زیان نے گہری سانس لے کر آنکھیں بند کیں۔ تپش سوئیوں کی طرح چبھتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اگلے چند منٹوں میں یہ حدت اس کے سارے زخموں کو کھول دے گی اور خون بہنے لگے گا۔

www.novelsclubb.com

تپش سے مرنے میں وقت لگے گا لیکن زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے آسانی ہو جائے گی۔ اس نے تلخی سے سر جھٹکا۔

ذہن میں جیسے کوئی سلائیڈ شو چلنے لگا۔ اٹھائیس سالوں کی کہانی۔ زِیاں اور حاصل کا مدار۔ کرب اور پھر طمانیت کا نہ ختم ہونے والا چکر۔

"تمہیں کھونا جان نکال دیتا ہے، یہ کیوں نہیں سمجھتے تم؟" سائرہ کی زخمی انداز میں ڈھیروں گلہ تھا۔

یوں ہی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ آگے بڑھنے لگا۔ آنکھیں کرب میں لگتی تھیں۔ کیا مشکل ترین زندگی کے بعد اسے آسان موت بھی نہیں مل سکتی تھی؟ یوں سسک سسک کر مرنا ضروری تھا؟

www.novelsclubb.com

"میں تمہاری کہانی کا حصہ بننا چاہوں گی۔" وہ چمکتی روشن آنکھوں کے ساتھ مسکرائی تھی۔ "اختتام سے بھی آگے، ابد تک۔"

نقاہت بڑھنے لگی، قدم جیسے ساتھ چھوڑنے لگے۔ گرمی حواسوں پر بھاری ہو رہی تھی۔اس نے بے جان انداز میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی۔ گردن پر کچھ گیلا سا محسوس ہوا تھا۔اس نے آہستگی سے چھوا۔انگلیاں سرخ خون میں تر ہو گئیں۔

”میرے لئے دعا کرو گے، زیان؟“اس کے باپ کی سانسیں اکھڑتی جا رہی تھیں۔

وہ بے جان ہوتا ہاتھ اس کے چہرے پر رکھے پوچھ رہے تھے۔

وہی تپش تھی جس کی حدت زیادہ بدترین تھی۔سانس لینے میں دقت ہونے لگی تھی۔خشک ہوتے حلق کو تر کرتے ہوئے اس نے سر دیوار کے ساتھ ٹکا دیا۔

آنکھیں گیلی ہونے لگیں۔

www.novelsclubb.com

کیا وہ تیار تھا؟

”تم نے ابھی اعترافِ جرم کیا ہے، پھانسی سے کم سزا نہیں ہو گی۔“عارب مسکراہٹ دبائے، تپا دینے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

گناہ ایک ایک کر کے مجسم صورت میں سامنے آرہے تھے۔ان کی سیاہی بڑھتی جارہی تھی۔موت کا خوف عدم ہو گیا۔رب کے سامنے پیش ہونے کی دہشت سب نچوڑ لے گئی۔وہ کیا کرے گا؟

سارے جذبات جیسے جھلسنے لگے۔احساسات پگھل رہے تھے۔

اسے خود کو بچانے کی کوئی چاہ نہ رہی تھی۔

"دیکھنے آیا تھا کہ میرا ہونہار داماد یہاں ہے یا ادھر سے بھی نکل گیا ہے؟"اعظم نے طنزیہ انداز میں کہتے طبیعت جیسے اچھے سے صاف کی تھی۔

آگ بھڑکتے ہوئے دل تک پہنچ رہی تھی۔سب کچھ عدم ہو رہا تھا۔باقی رہا تو صرف خوف...اس سے زیادہ بدترین آگ میں جھلسنے کا خوف...دنیا کے دھتکارنے کے بعد رب کے بھی چھوڑ دینے کا خوف...موت کے بعد تنہا رہ جانے کا خوف...حدت بڑھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ پلٹ آیا تھا لیکن کیا اس کا پلٹنا قبول ہوا ہو گا؟ یہ کیسی اذیت تھی جو اسے بے بس کرتے ہوئے ہر طرف حاوی ہو رہی تھی۔اس نے سرخ پڑتی آنکھیں کھولیں۔اس پل اسے کوئی رشتہ یاد نہ رہا تھا۔

موت واقعی بہت بے رحم حقیقت ہے۔

چاروں طرف اندھیرا پھیل رہا تھا۔حقیقت سراب میں ڈوب رہی تھی۔

"اسے نہیں فرق پڑتا کہ تم کتنے گناہ لے کر آئے ہو۔وہ یہ دیکھے گا کہ تم 'اس' کے پاس آئے ہو۔"

نرم، چاشنی لئے مدھم آواز ڈوبتے ذہن میں ابھری۔ تپش بے اثر ہو رہی تھی۔وہ جیسے تمام تکلیفوں سے آزاد ہو رہا تھا۔پلکوں پر ٹکا آنسو کنپٹی پر بہتے ہوئے خون میں جذب ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

وہ ہوش کھو رہا تھا جب کوئی مبہم سی آواز ابھری۔ نہایت دھیمی، کسی سرگوشی کی مانند۔ یوں جیسے کوئی اسے پکار رہا تھا۔ اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن بے سود... پلکوں پر لدا بوجھ بھاری ہوتا جا رہا تھا۔

موت کی حقیقت، زندگی کا سراب سب گڈ مڈ ہو رہا تھا۔

اسے اپنی موت کا یقین آچکا تھا۔

زندہ رہنے کی وہ امید کھو چکا تھا۔

اندھیرے دبیز ہوتے گئے۔ تاریک سرنگ کے اختتام کی طرح جس کے پار کوئی روشنی نہ تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ ملائکہ عباس نے ایک نگاہ بند دروازے پر ڈالی۔ گہری سانس اندر کو کھینچی اور سر جھٹک کر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ اس کا رخ دوسری منزل کی جانب تھا۔

وہ کشادہ سی چھت تھی جس کے ارد گرد منڈیر نہ تھی۔ سفید بلب روشن تھے۔ وہ قدم قدم چلتی آگے کو آئی اور ذرا جھک کر دیکھا۔

نیچے زمین کسی سیاہ کھائی کی مانند لگ رہی تھی۔ اندھی اور گہری۔ وہ جھرجھری لے کر پیچھے ہوئی۔ سر اٹھا کر سیاہ آسمان کو دیکھا۔ آنکھوں میں ملال اتر آیا۔

"آئی ایم سوری حسام، اس کی تکلیف تمہیں بھی اذیت دے گی مگر میں مجبور تھی۔" بڑبڑاتے ہوئے کندھے اچکائے اور موبائل کی اسکرین روشن کی۔ اسے یہاں دو گھنٹے سے گزارنے تھے یہاں تک کہ زیان ارتضی کی موت کا یقین ہو جاتا۔

کرسی پر بیٹھتے ہوئے پیچھے کو ٹیک لگالی۔ گنگناتے ہوئے وہ اسکرول کرتی جا رہی تھی جب عقب سے کھٹکا ہوا۔ اس نے بے اختیار مڑ کر دیکھا۔ سب ویسے ہی سنسان تھا۔

پل کے لئے اس کا دل خوف سے لرزا۔ چاروں طرف گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ایسے میں وہ تنہا ایک غیر تعمیر شدہ بلڈنگ کی چھت پر موجود تھی۔ اس نے دل ہی دل میں اعتزاز کو کئی گالیوں سے نوازا جو اسے یہاں چھوڑ گیا تھا اور یہ ڈیوٹی دینے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔

سر جھٹک کر اس نے میوزک چلا لیا۔ مدھم سر کے ساتھ وہ بھی گنگنانے لگی۔

اب تم احتیاط سے زمین کی طرف آؤ تو تمہیں وہ چاروں محارب دکھائی دیں گے۔ ہاری ہوئی بازی کو نئے سرے سے زندہ کر کے لڑتے ہوئے۔

"کیا ایسے ہی اندر چلے جائیں؟" انابیہ نے متذبذب انداز میں ارد گرد دیکھتے ہوئے سرگوشی کی۔

ریوالور کا میگزین چیک کرتے ہوئے عارب نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اور کیسے جائیں گے؟" تحمل سے پوچھا۔

"مطلب یہاں کوئی سیکیورٹی بھی نہیں ہے۔"

"کیونکہ اس کھنڈر نما جگہ پر آنے کا رسک کوئی نہیں لے گا، اس لئے وہ بے فکر ہوں گے۔" وہ اشارہ کرتا آگے بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

زمل نے آنکھیں میچ کر گہری سانس لی۔دل خوف کے سائے تلے بری طرح لرز رہا تھا۔مائعزم نے اس کا کندھا تھپک کر آگے جانے کا اشارہ کیا۔اس نے سر جھٹک کر ہاتھ میں تھامے خنجر پر گرفت مضبوط کی اور قدم آگے بڑھا دیئے۔

اندر بھی وہی ہولناک سناٹا چھایا ہوا تھا۔اکا دکا زرد بلب جل رہے تھے۔بغیر دروازوں کے کمرے زیادہ ہیبت ناک لگ رہے تھے۔وہ جیسے کوہِ قاف میں کسی ویران محل میں گھس آئے تھے۔طویل نیم اندھیر راہداریاں، گہری ہوتی وحشت ،ہولناک خاموشی۔

دھڑکتے دل کے ساتھ وہ بنا چاپ کے آگے بڑھ رہے تھے جب عارب لمحے کے لئے ٹھٹکا۔

www.novelsclubb.com

''ایک سیکنڈ۔''اس نے لبوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

زمل نے ابرو سکیڑ کر اسے دیکھا پھر ارد گرد نگاہ دوڑائی۔سب ویسا ہی...وہ بے اختیار رکی۔ابرو اکھٹے ہوئے۔

کوئی دھیمی سی آواز گونج رہی تھی۔ بہت ہلکی جو غور کرنے پر سمجھ آتی تھی۔

"یعنی یہاں کوئی ہے۔" مائعزم نے سرگوشی کی۔

"لیکن یہ آ کہاں سے رہی ہے؟" انابیہ الجھی۔

"اوپر سے۔" زمل نے یکدم کہا۔ عارب نے چونک کر اسے دیکھا پھر بنا بحث کئے دائیں طرف مڑ گیا۔

زمل کو اپنا سانس گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس جگہ میں اتنی وحشت تھی کہ دماغ سنسنا اٹھا تھا۔ وہ خشک حلق کو تر کرتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔

ملائکہ نے کلائی موڑ کر گھڑی دیکھی۔ آنکھوں میں بیزاری در آئی۔ ابھی صرف پندرہ منٹ ہوئے تھے۔ وہ بالکل بھی یہاں دو گھنٹے نہیں رکے گی، بس مزید آدھے گھنٹے میں یہاں سے نکل جائے گی۔ وہ ویسے ہی زخمی تھا تو کام جلدی ختم ہو جائے گا۔

وہ اپنی سوچوں میں مگن تھی جب چوکھٹ سے کوئی آہٹ ابھری۔ اس نے بے ساختہ گردن موڑ کر دیکھا، اگلے ہی لمحے سن رہ گئی۔ وہ کرنٹ کھا کر اٹھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مدھم سفید روشنی اتنی ضروری تھی کہ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کو بخوبی پہچان لیا تھا۔

"تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟" ملائکہ کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔ وہ جیسے سو بار مر کر بھی یقین نہیں کر سکتے تھے کہ یہاں موجود تھے، مجسم صورت، حقیقت بن کر۔

"خود کو خالی ہاتھ رہ جانے سے بچاؤ کیونکہ رات کا گہرا ہونا ابھی باقی ہے۔" کھنک دار لہجہ، حظ اٹھاتا انداز۔

اشتعال کا سمندر زمل کو اپنے اندر ٹھاٹھیں مارتا محسوس ہوا۔ کئی دنوں بعد وجود کو کوئی لاوا سا سلگانے لگا۔ عارب ملائکہ سے کچھ کہہ رہا تھا... محتاط رہنے کی تنبیہ... سرد سی دھمکی... زیان کے بارے میں سوال مگر زمل کو جیسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ اس کے ارد گرد سب دھند میں تحلیل ہوتا جا رہا تھا۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود ہونے لگی۔ یاد رہی تو فقط ان سیاہ دنوں کی بھڑکتی تکلیف۔

ایک جست میں وہ ملائکہ پر کسی چیل کی طرح جھپٹی اور اسے گردن سے دبوچ کر دیوار سے لگایا۔ ملائکہ شل رہ گئی تھی، اسے سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا تھا۔

"زمل۔" انابیہ ہکا بکا رہ گئی تھی۔ عارب کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی۔

اس نے ان سنی کئے مٹھی میں جکڑا خنجر اس کی شہ رگ پر رکھا۔ آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ وہ نرم رعنائیوں والی لڑکی واقعی کھو چکی تھی۔

"ایک سال پہلے تم نے مجھے اپنے کھیل میں استعمال کر کے برباد کرنے کی کوشش کی تھی۔" اس کی آواز میں بے رحمانہ سی خراش تھی۔ یہ انداز اس کا نہیں تھا۔

ملائکہ کی آنکھوں میں خوف امڈ آیا۔ چہرہ سفید پڑنے لگا۔

"تم نے یہی دوبارہ دہرایا ہے۔ تم نے اب بھی یہی کیا ہے۔ لیکن اس بار..." اس کا تنفس بھاری پڑتا جا رہا تھا۔ جسم کا خون جیسے چہرے میں سمٹ آیا تھا۔ "اگر اسے کچھ ہوا تو میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔"

www.novelsclubb.com

وہ دبا دبا غرائی۔اس نے خنجر پر ذرا سا دباؤ ڈالا۔خون کا قطرہ ٹپکا۔ملائکہ کے حلق سے دبی دبی چیخ نکلی۔

"زمل، کام ڈاؤن۔ چھوڑ دو اسے۔" انابیہ پریشانی سے کہتی اس کے قریب آئی۔

"اگر اسے کچھ ہوا تو میں تمہیں مار ڈالوں گی، ملائکہ۔" وہ چیخ اٹھی۔آواز سناٹے میں گونج کر رہ گئی۔ساری اذیتیں جیسے ایک ساتھ حملہ آور ہوئی تھیں۔ہر فساد کی جڑ یہ عورت تھی۔کوئی جنون تھا جو اس پر طاری ہونے لگا۔

"زمل بس کر دو۔"

اس نے جھٹکے سے اسے چھوڑا اور پیچھے ہٹی۔ملائکہ لڑکھڑا کر گری تھی۔زمل ویسے ہی لب بھینچے گہرے گہرے سانس لیتی، خون آلود نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔وجود ابھی تک حدت میں جھلس رہا تھا۔

"زیان کہاں ہے؟" عارب چند قدم آگے آیا۔وہ جیسے بمشکل اپنی حیرت پر قابو پا سکا تھا۔

ملائکہ نے چہرہ جھکائے گہری سانس لی اور پھر ہتھیلیوں پر دباؤ ڈالتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ سفید روشنی میں پستول کی نال واضح ہوئی۔

"اتنا آسان لگتا ہے مجھ پر قابو پانا؟" وہ تنفر سے غرائی۔ چہرہ ہنوز سفید تھا۔

عارب نے دانت پیستے ہوئے اسے دیکھا۔ وہ نیچے اپنا پستول اٹھانے کے لئے گری تھی۔ انابیہ نے محتاط انداز میں ٹریگر پر انگلی رکھی۔ زمل ویسے ہی تنفر سے بھاری پڑتے تنفس کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔

"اسے یقین تھا کہ تم لوگ آؤ گے لیکن پھر بھی تمہیں یہاں دیکھ کر حیرت ہوئی۔" اس نے گہری سانس لے کر خود کو نارمل کرنا چاہا پھر تناؤ کے ساتھ مسکرائی۔ چہرہ اب بھی بے جان سا تھا۔

"تم لوگوں کی اتنی محنت رائیگاں گئی، چچ چچ۔" اس نے تاسف سے سر ہلایا۔ "اسے ہیٹ اسٹوریج میں بند کئے پندرہ منٹ گزر چکے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

دل کو جیسے سمندر کی گہرائیوں میں دھکیل دیا گیا تھا۔زمل کو اپنے قدموں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔وہ درست تھی۔کچھ بھی خیال،کچھ بھی سراب نہیں تھا۔وہ زندہ تھا لیکن اب...اس کا چہرہ سفید پڑنے لگا۔وہ جانتی تھی کہ وہ پہلے ہی بری طرح زخمی تھا۔اس کا سانس رکنے لگا تھا۔

"ویسے تم لوگوں کو داد دینی پڑے گی۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

عارب مشتعل سا کچھ کہنے والا تھا جب عقب سے فائر ہوا۔روشنی چمکی۔لمحہ گزرا اور ملائکہ کے ہاتھوں سے پستول نکل گیا۔اس کا رنگ فق پڑتا گیا۔

"گنتی بھی نہیں آتی کیا؟" ٹھنڈے انداز میں کہتے ہوئے مائعزم اوٹ سے نکلی۔

سانس جیسے پھر سے بحال ہوئے تھے۔عارب نے بنا کچھ کہے پستول سیدھا کیا اور ملائکہ کی طرف تان لیا۔وہ خوفزدہ سی دو قدم پیچھے ہٹی۔

"کچھ مت کرنا ورنہ..."

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”ہیٹ اسٹور تیج کہاں ہے؟“ عارب نے اس کی بات کاٹ کر تنے تاثرات کے ساتھ پوچھا۔

زمل کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔ پیشانی پر قطرے چمکنے لگے تھے۔

”میں بتاؤں گی، لیکن اس کو ہٹاؤ۔“ وہ کانپتے لہجے میں چیخی۔

انابیہ نے استہزائیہ انداز میں اسے دیکھا۔

”اگر تمہارا اگلا لفظ جواب کے علاوہ ہوا تو میگزین کی اٹھارہ گولیاں تمہارے سر میں اتار دوں گا۔“ عارب دانت پر دانت جمائے غرایا۔

”نیچے... سیڑھیوں کے نیچے تہہ خانے میں۔“ دہشت زدہ نگاہیں ابھی تک پستول پر جمی تھیں۔

زمل نے ملائکہ پر لعنت بھیجی اور جانے کے لئے پلٹی۔ جھک کر خنجر اٹھاتے ہوئے مائعزم بھی سیڑھیوں کی طرف بڑھی تھی جب ان کے قدم تھم گئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

فضا میں اندوہ ناک چیخ گونجی۔اس میں اتنی وحشت تھی کہ کئی چمگادڑ پھڑ پھڑاتے ہوئے اڑ گئے۔لمحے کے لئے دبیز سناٹا چھا گیا۔

سانس روکے زمل نے مڑ کر دیکھا۔ایک پل کے لئے اسے سمجھ نہیں آئی پھر آنکھوں میں بے یقینی امڈ آئی۔

ملائکہ عباس وہاں موجود نہیں تھی۔اسے علم بھی نہ ہوا تھا، پیچھے ہوتے ہوئے اس کا پاؤں کنارے پر پڑا اور وہ دو منزلہ عمارت سے نیچے گرتی چلی گئی۔

پل کے لئے ان سب کے چہرے فق ہوئے تھے۔

”میری ٹیم دیکھ لے گی۔وہ لوگ پہنچ چکے ہیں۔ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔“ سنبھل کر کہتا عارب تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا۔چہرہ زرد پڑتا جا رہا تھا۔

زمل دو دو زینے ایک ساتھ پھلانگتے ہوئے اتر رہی تھی۔تپش کا احساس بڑھنے لگا۔دل کسی منجدھار میں ڈوبتا جا رہا تھا۔خشک آنکھوں میں بے تحاشا خوف تھا۔

کیا ہوا گر انہیں دیر ہو گئی؟

www.novelsclubb.com

سیڑھیوں کے اختتام پر چوڑا لوہے کا دروازہ بند تھا۔ زمل نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ ہینڈل گھمانا چاہا لیکن لوہا بے حد گرم تھا۔ کوئی دھند سی تھی جو بار بار آنکھوں کے آگے چھا رہی تھی۔

"ہٹیں۔ میں دیکھتا ہوں۔" عارب تیزی سے آگے آیا۔ جیکٹ ہاتھ پر لپیٹ کر ہینڈل گھمایا۔ بھاری چرچراہٹ کے ساتھ دروازہ کھلتا چلا گیا۔

لمحے کے لئے یوں لگا جیسے آتش فشاں کا دہانہ کھول دیا گیا تھا۔

بے اختیار وہ سب جھٹکے سے پیچھے ہوئے تھے مگر سیاہ ماسک والی لڑکی کے قدم لمحے کے لئے بھی نہ ڈگمگائے تھے، ایک قدم بھی پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ حدت جلد کو جھلسانے لگی تھی۔

زمل کا دل جیسے کسی الٹی برچھی سے کٹ گیا۔ خون اندر ہی اندر بھل بھل بہنے لگا۔ اگلے ہی لمحے وہ تیزی سے اندر کی طرف لپکی۔ اسے جیسے تپش کی کوئی پروانہ تھی۔

"زمل، رکو۔" مائعزم نے اونچی آواز میں پکارا۔

مگر اسے یوں لگ رہا تھا کہ کوئی دھیرے دھیرے اس کی سانسوں کو سلب کر رہا تھا۔ تپش کا احساس بڑھتا جا رہا تھا۔ چہرہ لمحے میں ہی نچڑ گیا تھا۔

"زیان۔" اس نے کانپتی آواز میں پکارا مگر جواباً خاموشی چھائی رہی جس نے زمل کی روح کو جیسے جھنجھوڑ دیا۔

اس کی ہمت ختم ہوتی جا رہی تھی۔ قدموں سے جان نکل رہی تھی۔ عقب سے خود کو پکارنے جانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں مگر اس پر جیسے کوئی وحشت سی سوار تھی۔

www.novelsclubb.com

"زمل، زیان۔"

عارب کی آواز پر اس کا دل رک گیا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ تیزی سے اس سمت میں بھاگی تھی۔ راہداری کا ایک موڑ کاٹتے ہی وہ جیسے نمک کا مجسمہ بن گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے ارد گرد سب کچھ بھاپ بن کر تحلیل ہونے لگا۔ وجود نذرِ آتش ہوا، قلب جھلس کر راکھ ہو گیا۔

اس نے بے اختیار لڑکھڑاتے ہوئے دیوار کا سہارا لیا۔

خشک آنکھوں میں دنیا جہان کی وحشت امڈ آئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

جاری ہے۔

باقی آئندہ ماہ، ان شاءاللہ۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM